

جِلدِ حَقُّوقِ مَحْنُوظ

اسے نادان کے نام مقام کر دے اور کافے سے مشتق
رہ گئے وہ اسے اور دوسرے کے نام دیتے ہیں

مکمل سٹیٹ

آپریشن ڈیل کر اس
غیر اندیش
پوائنٹ منبر دار
ایڈیٹر

بشیر
سلطان محمد
وہاب احمد
کتابت و قلم - لاہور
پرنٹرز

پیش رس

”جیسے چارہ سے ڈالنے جو بلی قبر کا سر حصہ پوائنٹ منبر دار آپیش کر رہا ہوں ملاحظہ
فرمائیے، آپریشن ڈیل کر اس اور غیر اندیش کی پسندیدگی کا بہت بہت شکریہ ادا ہے
ہی عرض کر رہا ہوں کہ آپریشن کو سچو سچو خطوط کے جو اوقات کے لئے وقت گزرا
گیات ہے اسے آپک کے بے حد احسان پر پابنا ایک بہت ہی دلچسپ خطا کا اقتباس اور
میرزا جاب ملاحظہ فرمائیے کہ ایک صاحبہ شہلازہ جہاں
مکتوب کا نام یاد نہیں! لیکن آپ نے اس کے پیش رس میں لکھا تھا کہ بغیر غیب
کے وقوع پر آپ اپنا نڈھ صف بکر اس طرح صاف سمجھاتے ہیں اسے گئے گرفت کی اس
پٹ کر کہ تہہ بہر بہت حد تک سبب آپ مجھے بتائیے کہ میں اپنا شب بزلت کا علاج
معوذت صاف چاکر سکتی ہوں بڑی لگات کار ہے دل آفتاب سے شکستوں کے بے میں
کہیں جھگڑے ہوئے۔

”مختصر میں قرآن مجید سے لکھا نہایت آسانی سے بالکل صفت سمجھا دیتا ہوں لیکن
جو سے کہ سنیے جس بہت باثر پڑھنے پڑیں گے سب سے پہلے تو آپ کو وہ صلا ہی چھوڑ
دینا چہ سے گواہان فی الحال متمم میں کیونکہ سب کے چل دی آپ کے عادات و اطوار سے
بہرہ واقف ہوں گے نڈھ لوں میں چیلنگ۔ پہلے چھوڑ دیا محکمہ! اب یہ کیونکہ شب بزلت
سے ایک دن قبل اپنے خدائی حواس کا تمام ہل افراتفر کر لیتے دوسری صبح شیک تین بجے
بیدار ہو جاتے کہ عادات بیدار ہوئے ہوں گے امدان تک خوشنویس نہیں ہیں چپ سیکر
کی خبر مل جالا پھیلنے سے پہلے آپ کا زیادہ لگات دلا صلا چارہ جو کہ نعمت نما سے میں مشغول
برہنہ پایا بیٹھے۔ سہ پہر سے آپ کے محمد دناں لیکن شہم کے خواجہ صروت اور بصورت مدوں
کی آمد شروع ہو جائے گی ان پتہ شک یہ برہنہ صلا دافر مقدار میں چپا ہوا ہوتا ہے، اصول

کہے کہ حق ملیت۔ پھر عرض کروں کہ اپنا ذاتی منہ میرے بکرے کی طرح بالکل مفت نہیں
 پہچا سکیں گی۔ لہذا اپنے ملک کے اسامان منگاتے وقت چاندی کے رفق اور ورق
 کیونکر ضرورت سے کسی قدر زیادہ ہی منگوا لینے کا۔ چلنے سے تم آپ ملک سے وصل
 کرتی۔ میں رات کو جب یقین ہو جائے کہ اب چلوں گی کسی بیوی کی آمد کا اسکان
 نہیں تو چپ چاپ اٹھنے اور ان دنوں تک غفلت سے آپ بھی ذرا سختی سے پیش نہ
 ضرور کر سکتے ہیں نہیں کو شک کہ کچھ کر کے اسلئے چھوڑ دے کہ چارے برتن میں
 بھگو دیجئے رات چھوڑا جائے دیکھئے صبح تک خشک ہوں اور اٹھنے کی کوشش ہی نہ
 جاسکے گی تاہم یہی ہیں ستر سحر ڈال کر کھڑکی سے اور یہی اسی میں اٹ کر اوپر سے
 نچے کچے باسی کدوھ کی بھی کچھ حشر ڈال دیجئے ملکہ پکانا تو آپ جانتی ہی ہیں تیار
 پر کڑھ اور چاندی کے رفق سے اس کے سواری اور صحن میں میں بھی اضافہ کر دیجئے
 پھر ما دلاؤں کر وہ شب رات کا کڑھ کر ان پر گلا۔ فرض کیجئے آپ نے چروس میں
 ملکہ بھی لایا زیادہ سے تلخی کی بنا پر خود کے گھٹیں اور کسی بڑے خانوں نے آندہ کیا گنت
 پتھر لیا کہ اسے لایا کیا دل چاہی رہا ہی، جو کہ روز سے نماز کے علاوہ کوں کام وقت پر
 نہیں کرتیں، تو آپ کی کرکری ہو جائے گی۔ لہذا جواب بھی بتاؤ کہ دینا ہوں پھر سے
 پر ہرگز طاری کر کے کیجئے۔ یہ بات نہیں ہے فالہر جان! جہاں سے گرانے کی ریت
 دوا دیاں کے وقت ہی سے چلی آ رہی ہے۔ جہاں کہ جہاں سے برداؤ کا مالیک
 داشت یعنی شب رات دو حق سخت ملک کے تند ہو گیا تھا جس شے میں جبرے جہ
 اٹھے ہو جو اپنا اور گھنہ سے پرہیز کرے غائب ہوئے کہ چھ کسی نیلے اسی
 لئے جہاں سے یہاں شب رات کے دن ملکہ نہیں پکاتا اور ذرا کچھ ٹو حیلہ بھی
 پکاتا ہے۔ کیوں؟ کیسی رہی۔

والسلام

ابن صفی ۱۹/۹/۶۳

اس واقعے سے ہر سے پرائس میں سنسنی پھیل گئی تھی۔ اخبارات نے شہ
 مریضوں لگائی تھیں۔ ان کے بیانات کے مطابق کو موصیل میں دھماکوں سے تباہ
 ہو چلنے والی ماہی گیری کے اسٹیمر پر گلا کے سات آدمی موجود تھے بقیہ لوگ
 سیکشن ہیست ٹرینی پانک میں جین ٹرین کی آخری تقریبات میں شرکت کر رہے تھے
 جہاں دھماکوں کے بعد تحصیل کی سطح سے ناہو ہو گیا بلکہ کئی گروہ فریق ہوا
 ہو گا۔ ورنہ اتنی جلدی تہہ نشین ہو جائے گا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ سات جاہیں
 میں متاثر ہوئیں۔ جہاں کے کپٹن اللو سے کے بیان کے مطابق اس واقعے سے قبل پیش
 رہی ایک تعزیب کے دوران میں نامعلوم آدمیوں نے اس کے اختتام پر نماز گنگ
 بھی کی تھی۔ لیکن اس سے اس کے خلیے کے آدمیوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا
 تھا۔ البتہ کچھ نشان زد تھی جو گئے تھے مانتظام کے دھماکا افراد دونوں واقعہ
 کے درمیان کسی تحقیق کی تلاش میں ہیں جہاں کا کپتان اس سے لاعلم ہے کہ
 جہاز کو کتیاہ ہوا۔ اللو سے نے اپنے بیان میں یہ بھی کہا تھا ایک ہی قوت
 سے غیر ملکی طالب علم نے اس کا پہنچ قبول کر کے شیش زنی کے مقابلے کا آغاز
 کیا ہی تھا کہ کسی نے اسے جہاں سے پرنا کر دیا۔ میرے خلیے کے آدمی اس
 کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے تو ان پر بھی فائرنگ کی گئی نامعلوم حملہ آور ناگنگ
 کرتے ہوئے جہاز میں غائب ہو گئے اور وہ جہاں طالب علم تہہ نشین ہوا گیا یاد کر
 دپوش ہو گیا یہ بھی ممکن ہے کہ نامعلوم حملہ آور افریقی کے عالم ہیں اس کی لاش بھی

اٹھائے گئے، ہولی اور کسی کو تیر نہ چل سکا ہو۔

اسیڑ کے ساتھ ہی غرق ہو جانے والے ساتوں آدمیوں کے نام بھی انجات میں شامل ہوئے تھے اور ایک دل بڑھنے سے پلٹنے کے مقصد سے غافلانہ دنیا سے تڑپ کر رہ گئے تھے۔ اس فہرست میں اس کے اگلے تین سال بیٹے کا نام بھی شامل تھا۔ بڑھ چکا تھا اور جوان بیٹی کی اگر یہ زندگی اس سے نہیں دیکھی جا رہی تھی، جنہیں وہ دونوں کے خیال سے خود کو سنبھالے رکھنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔ وہ خود اس کا دل بکنے سے بچنے کے لئے بڑا ہوا تھا۔ نیا تارک بگڑ گئی تھی اس کی لہروں میں وہ سر جا کرتا تھا کہ جب اس کے ہاتھ پاؤں تھکیں گے تو ڈالینی سے کبے گا کہ اب وہ چاندنی ملازمت ترک کر کے شہرت اور لگاؤوں کے باغات کو سنبھالے اور وہ خود محنت اپنے چھوٹے بڑے غلام کی دیکھ بھال کرتا رہے گا جس کی مہیاں سانس نہ ماننے سے انتخاب نہیں اس کا کوئی شمار نہ تھی ورنہ تندرست مہیاں پورے ریکوں میں اور کبیس نہیں مل سکیں گی، مگر سفر چھوڑنا ہی نہیں پڑے۔ بڑی تندہی سے ان کی دیکھ بھال کرتا تھا اور جیسے اس شے میں رہتا تھا کہ اس پاس کے ملک ان کی ناک میں رہتے ہیں، میں خدا ان کی نظر جو کہ اور وہ ایک آدمی غائب کر دیں۔ لیکن اس وقت اسے کسی کا بھی ہوش نہیں تھا۔ وہ تو اب یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح وہ دونوں مل بیٹری رکھیں ہوں تو وہ بھی کہیں چھپ چھپا کر تیار دے۔ متاثر دے کہ پیلوں کا بوجھ کچھ کم ہو سکے۔

دن ختم ہوا۔ سات ہوئی، لیکن مینڈاؤں کی آنکھوں کے کوسوں دور تھی۔ پلٹنے کے کئی بار نہیں سمجھا تھا کہ جو کچھ ہونا تھا ہو چکا تھا۔ اب وہ پاس نہیں آ سکتا۔ لیکن وہ توبت بن کر رہ گئی تھیں۔ پھر جب آسمان پر جس کے آثار اپنے گئے تو پلٹنے سے نہیں کیا جیسے کوئی مکان کے عقی سے کا دروازہ پھٹ رہا ہو۔

”کون ہے؟“ وہ اٹھتا ہوا ہوا۔ ادھر کون ہو سکتا ہے۔“

”دونوں کچھ نہ بولیں اور خود اسے ایسا لگتا جیسے اس نے اپنی آواز کی گہرے کنوئیں سے آتی ہوئی سنی ہو وہ ٹکے ٹکے قدموں سے جی جھکے ہوئے تھا۔“

”کون ہے جانی؟“ وہ دروازے کے قریب پہنچ کر بولا۔

”وہ دروازہ کھولا پاپا، باہر سے تیر غم کی سرگوشی سنائی دی۔“

”گگ... کون...“ بڑھ چکا ہوا تھا۔

”تمہارا بیٹی پاپا۔“

”بڑے کو ایسا لگتا جیسے اس کے ہم پر لا تعداد تیر زمانہ چیزیں لپکتے ہوئے ہوں۔ وہ ہکا بکا کھڑا تھا۔“

”دروازہ کھولو۔“ اس بار نہتہ آواز کی آواز میں کہا گیا۔ ”میں سمجھ نہیں پڑی۔ وہ غلطی تھی۔“

”آہستہ سے پلٹنے کا ہاتھ اٹھا اور دروازے کی علی کی سرگوشی، ایک نوجوان بدھاسی کے عالم میں دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا۔“

”میرے پیچھے؟“ پلٹ کر اس سے پھٹ کر سبکیاں لینے لگا۔

”پچھے چلو۔ دروازہ بند کر دو۔ میں خطرے میں ہوں۔“ نوجوان بولا۔

”دروازہ بند کر دیا گیا تھا اور وہ خاموشی سے کھڑے ایک دوسرے کو دیکھنے جا رہے تھے۔ پھر وڑھا آہستہ سے بولا یہ کیا ہوا بیٹی۔؟“

”چیر تانوں گا۔ مجھے کہیں چھپاؤ کسی کو کالوں کا خبر نہ ہونے پائے کہ میں زندہ ہوں۔“

”پلٹنے کی آنکھیں صبر سے پھیل گئیں اور وہ آہستہ سے بولا کیا ان دونوں کو بھی نہیں؟“

انہوں سے امید کی کہ میں جو کچھ لگی تھیں، پھر تھوڑی دیر بعد کچھ میں بہن
 بھی کھٹکتے گئے تھے۔ ناشتے کی میز پر اس نے اپنی بیوی سے کہا "اب مجھے تاب کھلا
 تم میرے لئے کچھ کھانے کی چیزیں ناشتہ دان میں رکھ دو اور کافی کا حقہ موس بھر
 دو میں ابھی ٹرے میں دوایاں کا شکر دی کہہ رہا تھا کہ اسٹیر کا حکم کچھ کچھ دیکھو
 سے ٹرے میں دوایاں کا ہے۔"

"میں ابھی سب کچھ کھٹے دیتی ہوں، پایا تم ضرور جاؤ۔" اس کی بیٹی سلوانا
 بولی، "لیکن جلد سے جلد واپس آئے گی کوشش کرو نا۔"

"یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے۔" وہ جلدی سے بولا، "اور پاؤں اتر دوا
 میری مرضی کا خیال نہ کرنا کیوں سے ایک دوسری لاگو ہو رہی ہے۔"

"تم فکر نہ کرو، تمہاری واپسی تک میں میںیں بیٹھی رہوں گی۔"

"لیکن ایک بار خود سے کچھ نہ آئی کسی سے بھی اس کا تہہ نہ ہوگزشت کرنا
 اگر ہم نے اخبارات میں لکھا ہے، ہر دنے والی فہرست کے بارے میں شبنامہ لکھا
 تو خواہ مخواہ پولیس کیچے چڑھانے گی۔"

"پاؤں یہ بات تو ہے،" سلوانا اپنی ماں کی طرف دیکھ کر بولی، "میں ابھی
 خاموش ہی رہنا پڑے گا۔"

ماں نے سر کو اٹھا کر تینوں کی طرف دیکھ کر بولی، "میں ابھی
 اس طرح پوچھتا ہوں، دوپوش بیٹھے کھٹے ناشتہ فراہم کر کے دوسری دوا
 سے باہر نکلا تھا اور جگر کاٹ کر کان کی بیٹھ بھجا پھینکا تھا، دوا دے کی
 اندرونی شکنجے پہلے ہی سے نیچے گرا رہی تھی، یہ آج بھی دوا اندر گھول کر اندر
 داخل ہونا اور تہہ نہانے میں اترا چلا گیا۔ دوا لینی کو اس سے پورا واقعہ بتا کر کہا
 "اب آؤ میں ٹرے میں دو سے واپس پر نہیں کیا بتاؤں گا۔"

"نہیں! ہرگز نہیں۔" خود میں ہیٹ کی بجلی جوتی ہیں۔"

"دیکھو! یہ نا ممکن ہے ان کی حالت بہتر نہیں ہے۔"

"اچھا! میں سوچوں گا لیکن ابھی نہیں۔ ابھی تم مجھے کہیں چھپا دو۔"

پلوزینے نے مجھ سے مناسب سمجھا کر فی الحال دونوں غزروں کو اس سے
 لاعلم ہی رکھا مائے درد یہ ہو سکتا ہے کہ ان دونوں میں کسی کو شادی مرگ ہو جائے
 "اچھا تم چپ چاپ سناؤ، دلالتہ خاندانے میں چلے جاؤ، کوئی انتظام
 کروں گا۔" پلوزینہ بالآخر بلا جلد ہی تم تک پہنچنے کی کوشش کروں گا۔ آج تو
 بیٹھے تھکے تھکے باورچی خانے سے چوری بھی کرنی پڑے گی۔ اس نے اس
 کا شاز تھک کر تھپتھپنے کی کوشش کی تھی، عجیب سے جذباتی پرچان میں مبتلا ہو کر
 رو گیا تھا، چارہ پلوزینہ کو تہہ خانے میں پہنچا کر خود اس کمرے میں واپس
 آیا جہاں وہ دونوں اب بھی اسی طرح بیٹھی ہوئی تھیں۔

پلوزینہ کہنے لگا، "فریاد کا شکریہ ادا تو خاندان کی آدمی ٹرے میں دو سے آیا تھا
 اور اس سے کہہ رہا تھا کہ عرق ہو جانے والوں کی فہرست میں غلطی ہو گئی ہے
 ان میں کئی آدمی اسٹیر کے کپتان ہی کے ساتھ ہیں۔"

دونوں پوری طرح پلوزینہ کی طرف متوجہ ہو گئیں، پلوزینہ پھر پلوزینہ
 ہم ضرور دم کرے گا، ہم نے کبھی کسی کو دیکھ نہیں پہنچایا، ہمیشہ دوسروں کے
 کام آتے رہے ہیں۔ وہ تو یہ بھی کہہ رہا تھا کہ ریڈیو پر بیٹھ ہوئے کپتان کے ساتھ
 ہی رہتا ہے جہاں بھی جاتا ہے، اسے ساتھ لے جاتا ہے جہاں لینی دیکھو پھر پھر ہی
 دونوں نے پھر کسکیاں لینی شروع کر دیں اور پلوزینہ نے کہا، "اس سے تو
 بہتر ہوگا کہ تم دوا میں مانگو، شکریہ کے درست کا بیان صحیح ہو۔"

وہ دونوں غزروں پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگیں، ان کی دھندلائی ہوئی

”کچھ سوچیں گے فی الحال تو مجھے پینٹ ہر لینے دو۔ بہت جھوکا ہوں۔“
 پلونیو اس کی کہانی سننے کے لئے جبرے جان تھا۔

”یہ قطعی حقیقت ہے کہ اسٹیر برسات آدمی موجود تھے میرے علاوہ اور کوئی
 نہیں تھا۔“ ڈاکٹر مینی بولا۔ ”مجھ میں نہیں ہے تاکہ سات آدمیوں کی کہانی کیوں سنائی گئی ہے
 مگر سوال تو یہ ہے کہ تم کس طرح کہتے ہو۔“

”بس میری سمجھ کو کہیں سننے بھی اسٹیر کو عرفی کیا تھا کہ آدمی مجھے مرنے سے بچا
 لیا۔ شروع سے سٹیر اسٹیر زیادہ تر ڈر مینی میں مگر افسانہ بتاتا تھا اور کھانا سے من مالت
 ہسپتال کے لئے ٹھہر کر طرح استعمال کرتا تھا۔ لیکن حادثے والی حالت کی وجہ کو نہیں
 مثال کی طرف درودہ ہونا تھا کسی دوسرے اسٹیر کو اس حالت ڈر مینی سے چھریل ملے
 سہ ہمارے دیگر خاڑ کیا گیا اور میرے علاوہ دوسرے لوگ وہاں میں مرنے کو ڈر مینی پہن گئے

”جس کے اختتام پر وہ واپس آئے اور پوچھتے ہی اسٹیر کے زمرہ جاتا ہے ہر حال
 اسٹیر ہی پر موجود ہونا تھا کیونکہ ہر وقت کہیں ڈر مینی سے پیغام آتا رہتا تھا۔ اب اصل
 واقعے کی طرف آدمی مات کا کھانا کھا کر مرے پر چھریل قدمی کر رہا تھا کہ کسی نے بے خبری
 میں پیچھے سے میری گردن پر وار کیا اور میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اس کے بعد کاسم
 نہیں کہ اسٹیر پر کیا گزری۔ دوبارہ ہوش میں آیا تو خود کو ایک لاؤنج کے کین میں پڑا

پایا۔ وہ بھی اس حال میں میرے ہاتھ پر دیو سول سے جکڑے ہوئے تھے اور منہ پر
 ٹیپ چکا دی گئی تھا اور میں نے وہاں کے نئے نئے جو دور کے معلوم ہوتے تھے کچھ سمجھ
 ہی میں نہ آ سکا کہ وہ سب کیا ہو رہا ہے۔ لے بیسی سے پڑا ہوا چھرا ایک نقاب پوش کین
 میں آیا تھا اور میرے سروں کی رسیاں کھول کر لاؤنج کے پچھلے حصے میں نے کیا تھا ڈاکٹر مینی
 خاموش رہ کر کچھ سوچنے لگا۔ پلونیو نے بے چینی سے پلونیو کو پوچھا۔ ”پھر کیا ہوا؟“

”دون بھر قیدی رہا۔ وہی نقاب پوش اگر اپنے ہاتھوں سے مجھے کھانا کھلا

جانا تھا اور مجھ سے میری ضروریات کے متعلق پوچھتا رہتا تھا۔ آج صبح جب میری
 آنکھ کھلی تو کمر کے ایک دروازے پر پڑا ہوا تھا اور دیر سے ہاتھ پر بھی آنکھ
 نہ تھی۔ بس پھر میں ٹھہر کر دفعت جگ بگھڑا ہوا۔“

”بس اتنی سی کہانی ہے۔“ پلونیو اسے بے اعتدالی سے دیکھتا ہوا بولا۔
 ”دراور کیا۔“

”تب تو تم ایک اہم آدمی بن سکتے ہو۔“ ڈاکٹر مینی صبح بیان دے رہا تھا
 تم کس طرح خطرے میں ہو سکتے ہو اس طرح پچھے رہنا احمقانہ بات ہوگی۔“
 ”مجھ سے ایک فعلی سرزد ہوئی ہے۔“ وہ اپنے باپ کو غور سے دیکھتا

ہوا بولا۔

”کیوں؟“

”میں نہیں کسی طرح میں نہ سمجھا سکوں گا کہ وہ خطو کس قسم کا ہے مجھے
 ہماری زندگی روک دینا میں سمجھ کر ہی ہوگی۔“

”تم سمجھائے گی کو کسٹش تو کرو۔“ پلونیو نرم جھجھ میں بولا۔

”میں جن کا لازم ہوں وہ بلے خطرناک لوگ ہیں۔“

”پچھلے بھی تم نے نہیں بتایا۔“

”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔“

”کیسی حیرت انگیز باتیں کر رہے ہو تم۔“

”یقین کرو پاپا! بلا زنت حاصل کرنے سے قبل مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ

کس قسم کے لوگ ہیں۔ میں نے سوچا تھا کہ یہ تو آئینہ کی ٹڈیٹنگ لی تھی۔ لہذا اب مجھے ہی کام

کرتا تھا۔ مگر وہی اور بیشک کے بیروں میں پڑنا ہوتا تو اس قسم کی تعلیم ہی کیوں

حاصل کرتا۔“ ڈاکٹر مینی کا کورس کیا ہوتا۔“

ظاہر ہے۔ چار سو ساڑھے چار لاکھ۔

”پھر مالِ بلاذرت حاصل کرنے کے لئے حبیب میں بیٹہ ڈال دیا تو کسی بھی بھلائی کیلئے کوئی چیز کی ضرورت نہیں تھی صرف مال ہی ہونی ظاہر ہے کہ اس بھاگ دوڑ میں بیٹہ سے لوگوں سے طاقتیں ہوتی تھیں انہی میں سے کسی ایک شخص سے کہا کہ فی الحال مایہ گیری کے ایک ایجنٹ پر یہ پورا پورا بھروسہ کرنا ہے جو کوئی جیل میں مایہ گیری کرنا ہے اگرچہ تو قہس اس پر تو کسی مل سکتی ہے کیا کرتا ہے فی الحال کہ اس کے بعد بیٹہ متوقع کے انتظار میں رہندہ میں نے سچا چلوٹیک ہے وقتی طور پر یہی سبھی اس طرح یہ بلاذرت کا تہ آتی تھی میں نے سچا تھا کہ مایہ گیری کے ایجنٹ پر تنخواہ ہی کیا ہوگی۔ یہی سمجھ لوں گا کہ حبیب خواجه بھی مل رہا ہے اور عملی تجربہ بھی حاصل ہو رہا ہے جو کسی برسے جہاد پر بلاذرت حاصل کرنے کے سلسلے میں کام آئے گا۔“

”تم نے ٹیک ہی سچا تھا۔“

”لیکن تم نے کبھی یہ بھی سوچا کہ میں قہس قہی ڈی ڈی رقیس براہ کس طرح جہاد کرتا تھا۔“
”صلا اس میں تشویش کی کیا بات تھی۔ چار سو ساڑھے چار لاکھ۔“
”لیکن وقت کی گئی کام کرنے میں اور خوب لگا رہے ہیں۔“

”مگر میرے ساتھ اس کوئی بات نہیں تھی۔ مجھے کچھ دنوں کے بعد اتنی تنخواہ ملنے لگی تھی کہ بروکس سے بڑے بھلائے کے کپتان کی بھی تنبیہ ہو سکتی۔“
”خود چھ ماہ سے جہاد سے دیکھنے لگا۔“

”اس طرح نہ بکھو۔“
”وہاں تو جیسی سی سکرول ہٹ کے ساتھ بولا کہ جو جیل کی پھیلیاں اتنی قہس نہیں ہیں۔“

”چھ۔“

”میں نا تجربہ کاری اور لالچ کی بنا پر اسٹیکوں کے بکچر میں پڑ گیا تھا اور اسٹیک بھی مجھے خطرناک۔ اسٹیک کے اسٹیک۔“

چار سو ساڑھے چار لاکھ۔ چار سو ساڑھے چار لاکھ۔ چار سو ساڑھے چار لاکھ۔ چار سو ساڑھے چار لاکھ۔

”پاپا! میں مجبور بھی تھا۔ وہ گھس گیا۔“

”کبھی مجبور ہی تھی۔“

”انہوں نے مجھے وہ مل دی تھی کہ اگر میں ان کے لئے کام نہ کیا تو وہ نہ صرف مجھے بلکہ میرے خاندان والوں کو بھی جان سے مار دیں گے۔“

”کون سی مدت کرو۔ اعلیٰ میں قانون کی حکومت ہے۔“

”تم کیا جانو کہ اس دور میں کیا ہو رہا ہے۔ پچھلے زمانے کے اخلاق فقہ کائناتیں تک محدود رہے ہو۔“

”پھر میں قہس اتنا بزدل نہیں سمجھا کہ تم محض دھمکی سے مرعوب ہو کر جہاد کا راستہ اختیار کرو گے۔“

”میں تو یہ نہیں کہتا کہ محض دھمکی کی بنا پر ان کے لئے کام کرنا چاہیے ہی کہہ چکا ہوں کہ اس میں لالچ کو بھی دخل تھا۔“

”مشقت پندہ چار سو ساڑھے چار لاکھ۔“
”جہاد جہاد کرو۔“
”وہ لوگوں کو آواز میں بولا تھا اور جہاد جہاد کرو۔“

”میں نے انہیں معاف کر دیا ہے اگر انہیں مذمت ہو۔“
”وہ لہو ڈالینی بولا۔ اگر میں میں دوبارہ جانا چاہتا تو کوئی نہ کوئی کہانی

گزرا کہ سنا تھا۔ میں انہیں ملن کر دیتا لیکن اسے میرے دینا پسند باپ میں ان میں واپس جانا ہے کہ ترجیح دوں گا۔ میں جہاد جہاد۔“

دی تھی اس در کو زورس کر دیا تھا۔ وہ کچھ اور بھی کہنے والی تھی کہ میں
واپس آگیا۔

”کیا یہی ہے؟“ عمران نے اس سے اردو میں پوچھا۔

”اس کا گھر دیکھ آیا ہوں لیکن وہ وہاں غنونا زورہ کے گاہک نے
خود غنونا اسے یہاں سے جانے دیا۔“

”لاہیج پر رکنے کا غلطہ مول نہیں لے سکتا تھا۔“

”آپ نے کیسے یقین کر لیا کہ وہ دھوکہ زد ہے گا۔“

”کم از کم ان لوگوں میں تو واپس نہیں جا سکے گا ابھی طرح جانتا ہے کہ اگر
باری شادی کر لیں تو ہم ان کے ہاتھ نہ لگیں گے خود اس کی گڑن جینس جاگتی
”ولی نہیں جانتا۔“

”مجھے یقین ہے کہ وہی کرے گا جو ہم نے کہا ہے۔“

”غیر دیکھا جائے گا لیکن اس کے گھر کے قریب میں نے ایک چاند زورہ
میں لایا۔“

”کیا مطلب ہے؟“

”آج صبح کو دروازہ کھلا تھا کہ کچھ لایا گیا تھا۔“

”میں قہقہے میں اس کے حوالے کر دوں گا لیکن ان کیوں نکال کر بولا پھر میرا
سے وہی میں کہہ اس کا مارا چل گیا ہے۔“

”کیوں؟ کیا کہتا ہے؟“

”کسی شرمندہ کی شہرت دیکھ کر آپ نے ان پر ہاتھ صاف کر لیا ہے
”صورت سے تو یہاں نہیں معلوم ہوتا۔“

”وہاں میں نے ایک خوب صورت لڑکی دیکھی تھی جس سے ہم اردو بولی بھالائی

وہ ایک گھڑا ہوا تھا۔ وہی قدم چلا جو لاکھ پونہاس کا بازو پکڑ کر بولا
”میں نے اسے یقین سے کہ تم ہر کچھ رہے ہو۔“
”تالین دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپاتے پھر بیٹ آیا۔“



ان کی لائے لکڑی کے ساحل پر ننگا انداز تھی لیکن دوسری لائے لکڑی
ایک تھلک نہیں تھی اس کے آس پاس درجنوں لائے لکڑی موجود تھیں عمران
اپنے اسی ریڈیو میڈیک اپ میں خاص سے پہنچا پہنچا غنونا زورہ جو کتنی
تھی۔ میں اس وقت لائے لکڑی پر موجود نہیں تھا۔ میرا مسلسل بولے جا رہی
تھی عمران کبھی کبھی کی پست پر نظر نہ دیتا اور کبھی فرش کو گھورتے لگتا۔ وہ
کہہ رہی تھی کہ تم لوگ میری کچھ سے باہر ہو، اہل اعتراف کیوں نہیں کر لیتے
کہ انہیں بھی دونوں کی سازش سے تباہ ہوا۔ حقیقتاً تم اسی ملک کے کوئی
فرسار آدمی جو جس کے لئے اسلحہ اسمگل کیا جانے والا تھا۔“

”بولے ہمارے عمران سر ہلا کر بولا۔ اچھی جگہ یہ اطلاع بھی مل سکتی ہے
کہ میں دراصل جینر ہوں۔ اپنی خود کئی گاڑی امریشیج رک رکے روپوش ہو گیا تھا۔
اور اب ایک اوپر سگر کے رپ میں دروازہ غنونا زورہ ہوں۔“

”پھر تم آخر ہو کون؟“

”ڈھکپ؟“

”جے تو یہ نام ہی کیا اس ہی معلوم ہوتا ہے وہ انہوں نے کیا ہے نام نہیں پتہ
”وہ ان میں غیر یورپی بھی رہتے ہیں۔“

”تم کچھ بھی کہو وہ میرے نہیں جو نظر آتے جو تم نے غنونا زورہ کی تلواریں توڑ

تجربہ نے کہا۔

”میرا بھائی ہی کی وجہ سے بھولی مہال لگ رہی ہوگی۔“ عمران سر ہلکا کر بولا۔
 ”میں جی میں ایک اثر پڑا دیکھ آیا ہوں۔ وہیں کھانا کھائیں گے۔“ ہمیں سننے
 لیا۔ ”نہیے ہوئے چاول اور مچھلی سے ہی کھا گیا ہے۔“
 ”گھٹیا ٹیفٹ دیکھتے ہو۔“ میرا بھائی کسی وقت تیرا درون میں نہیں نہ کھائیں۔
 ”ترتو تیرا کے کھاؤں میں عمر بچہ ہوتا ہے کسی چیز مجھے پسند ہے۔“ ہمیں سننے
 لیا۔ ”میرا بھائی اور ہمیں گولی سکے پلاؤ کا جواب ہی نہیں ہوتا۔“
 ”یہ بھی کوئی کھانے کی چیز نہیں ہوگی۔“ وہ ٹرا سامنے بنا کر بولی۔
 ”اگر سے اب تم دونوں مجھے اہل کر کھا جاؤ گے ان جھلکا کر بولا۔
 ”تم دونوں ہی جھلک کر جو۔“ میں سوئے جا رہی ہوں جب کہیں چلنے کا ارادہ
 ہو تو مجھے بگاڑ دینا۔“ میرا بھائی نے کہا اور مرثیہ سے کہیں میں مہل گئی۔
 ”یہ شخصیت آپ نے خواہ مخواہ پال رکھی ہے۔“ ہمیں سننے اور وہیں کہا۔
 ”اپنی فکر کرو۔“ میرے جگر میں نہ پڑو۔“

”یہ اسے جو بیٹھے! شاید آپ کی نازنگ سے لفظوں سے کہہ دوں کہ میری مر گئی
 ہے۔“ میں نے کہا۔ ”میں نے دیر پڑا کر لایا اور اس میں لاک کی موجودگی کی کہانی گڑھ لی۔“
 ”میں نے تو نہیں فائدہ کئے تھے۔“ جو کہتا ہے کوئی برا جو اگر وہ مرے ہوں
 گے تو اپنے ہی آدمیوں کی نازنگ سے۔ یہی بڑی طرح ہے ہوتے تھے۔“
 ”لیکن آپ پر بڑی مہربانی فرماتی ہے اس دیوئے۔“
 ”دھوکے کی شئی! وہ ابھی طرح بچہ چاہو گا کہ میں نے اسے اچھائے رکھنے
 کے لئے اس کا پیلیج قبول کر لیا تھا۔“
 ”تو پھر اس شخصیت کی کا مطلب!“

”نہیں چاہتا کہ ہم اس کے قابو میں آنے سے پہلے پولیس کے ہتھے چڑھ جائیں۔“
 ”جالت کچھ کچھ کچھ میں ابھی ہے۔“ ہمیں سر ہلکا کر بولا۔
 ”میں دیکھتے رہو کچھ کچھ ہو کر رہے گا۔“ اس کے اسٹیک سے کوئی
 سرکار نہیں تھا۔ ”میرا بھائی اس لئے تیار کر دینے کی اسکیم بنائی تھی کہ ایڈلڈا بھلکا کر
 اسی جگہ گاہ سے نکل پڑے۔ اور وہ نکل پڑے گا تو دیکھ لینا۔“
 ”جس شخص پر وہ خاموش رہ کر بولا۔“ ”میرا بھائی اس میں لاک کیا ہوگا؟“
 ”ایک ہی لاک! ایک ہی نہیں اس شخصیت خائے کے حوالے کر دے گا تو ایڈلڈا غیر
 اور اہل کے درمیان رابطہ کا ذریعہ ہے۔“
 ”کیا یہی نایہ تجر کا سلامت خاندان نہیں ہے؟“
 ”فی الحال نہیں ہے۔ لیکن دوسرے سلامت خائے کے توسط سے دونوں
 کے درمیان جلد ہی تعلقات ہیں۔“
 ”کیا حشر ہوگا تو گئی لاک؟“
 ”میرا بھائی ایڈلڈا نہیں ہے اسے خفی ایڈلڈا کا پتہ معلوم کرنے کے لئے
 پہن تھا۔“

”جسٹ لاس ہو جائے گا۔“
 ”اس میں کا نا برا نہیں ہے میں سے تم نے جو۔“
 ”کیا آپ کو یقین ہے کہ کوئی ایڈلڈا پوائنٹ نمبر بارہ کی نشان دہی نہیں کر سکتا؟“
 ”جس وقت آدمی آگرا سے چھپا نام تو پوائنٹ نمبر بارہ کا نام ہی کیوں لینا
 کہ چڑی استعمال کرو۔“
 ”یہ بھی مشک ہے۔“
 ”میرا خیال ہے کہ پوائنٹ نمبر بارہ ٹریفک کے اس پاس ہی کہیں ہوگا۔“

”میرا نام سے پوچھئے!“

”فی الحال اسے ایڈلاد اسکے سلسلے میں چھوڑنا مناسب نہیں سمجھتا۔ اگر کسی شہر بھی ہو گیا کہ مجھے ایڈلاد کو تلاش ہے تو جہاں گھسنے کی سوجھنے لگے گی۔“

”بیسے اسے یقین نہیں آرہا کہ شیمیر کی تابانی سے پہلے کوئی تعلق نہیں۔“

جیمین نے کہا۔

”یقین اور شبہ کی کش مکش میں مبتلا ہے۔ فی الحال اسے اسی ذہنی کیفیت سے دوچار رہنے دو۔“

”اس کے باوجود بھی مجھ سے اُچھے ہوئے چادل نہیں کھائے جاتے۔ گشت کے لئے ڈیویر ہونا مزدوری سے مرافاں آپ چاہتے نہیں دیتے۔ چھر کیا کھلا؟“

”چھدی کی معنی ذرا تو ہو جائے گی لیکن حلال نہیں ہوگی۔“

”میں پرانا تمام خود کھلا؟“

”میرے ساتھ نہ کر م خودی نہیں چلے گی۔“

”وہ شائد ڈیالین کی بہن تھی خاص الامری کلاسیکی چھرو۔“

”میں تمہیں نقشین بنا دوں گا۔ اگر وہ دانیت کا چکر چلایا۔ ہم یہاں کام کرنے آئے ہیں؟“

”اور میرا نام اسے ساتھ کئے جا رہے ہیں؟“

”بکواس مت کر۔ وہ صرف کارآمد ہے۔ میں نے اسے تلاش نہیں کیا۔“

”مصلحت اتفاقہ دریافت ہے۔“

”جیسے تو باطل آؤ سمجھتی ہے۔“

”اور مجھے آؤ کا دلہہ سمجھتی ہے۔ جو چہ بند کرو اپنی اور مجھے سوچنے دو۔“

جیمین نے لاہرادی سے شانوں کو جلبش دی اور خود بھی کیوں میں چلا گیا۔ ٹھون مرنے

ہی پر کھڑا رہا اس کی آنکھوں سے گہرے ٹھنک کا اظہار ہوا تھا اور نظریں پونہی ادھر

ادھر گھمکتی تھیں کہ وہ وقتاً فوقتاً اس کی توجہ کا مرکز قریب ہی سے گزرتے

والی ایک چھوٹی سی بار پانی کشتی تھی۔ کچھ دور جا کر کشتی پھر اسی جانب مڑی اور

آہستہ آہستہ اس کی لابیچ کی طرف برستی رہی۔ اس دوران میں ٹھون نے عجیب

سے تاریک شیشوں کی چٹک نکال کر آنکھوں پر چڑھائی تھی۔ لیکن وہاں سے بڑا

نہیں تھا۔ کشتی پھرتے قریب سے گزرتی رہی تھی کہ وہ اس کے اندر بیٹھے ہوئے

دور افرا کی ٹھیکوں تک واضح طور پر دکھائی دی تھیں۔

ٹھون کی لابیچ کے برابر ہی دو لڑا نہیں اور بھی تھیں اور ان کے بعد مڑتی

سی بگڑنا تھی۔ جہاں وہ بار پانی کشتی تک دی گئی ٹھون نے طویل سانس لی

اور کیبن کی طرف مڑ گیا۔ میرا نام معراج سرگن تھی اور جیمین ایک آنکھ میپ اور دوسری

کسی قدر کھوئے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں کچھ سر پہے جا رہا تھا۔

”او بھائی؟“ ٹھون آنکھوں سے میٹک آواز تاراج کر رہا۔ یہ تم ایک خطرناک

بلا بھی اپنے ساتھ لگا لائے ہو۔“

”کیا مطلب؟ میں نہیں سمجھا اباب؟“

”ہم چھپائے جا چکے ہیں اور محض تمہاری اطمینان منک بدلت؟“

”خدا ہم کرے مجھ پر آؤ بڑا کیا۔“ جیمین بوکھلا کر ہلکا۔

”میں نے تم سے کہا تھا کہ محض ڈراؤمی موشیوں کی صفائی پر مہم جو

چھرو کی بنیاد میں بھی موشی کسی کر اؤ۔“

”میرا دور کی لئے کہ یہاں مجھے کوئی بھی نہیں پہچان سکتا۔ میری دگ اور

نقل ڈراؤمی میں تھی۔ ان فوڈ سے اور اس کے ساتھی مجھے سرگرم نہیں پہچان

سکتے یا محسوس ہے؟ چھرو کوئی ایسا ہی آدمی ہوگا جس نے مجھے روم میں دیکھا ہو گا۔“

”جی نہیں اور ایسی شخصیت ہے جس نے قریباً تین ماہ تک آپ کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔“

”میری کجہ میں نہیں آکر پا اب یہ انھیں جلدی سے رفع کیجئے۔“ عین اپنا کان پکڑ کر بلا۔

”ایہی دسے ساراں۔“

”نہیں،“ عین اتنے زور سے اچھلا تھا کہ میرا پا بھی جاگ پڑی تھی۔

”ہاں تو ایسا! جس نے جس ہارے کو ہلا دیا گینٹ بنانے میں مدد دی تھی۔“

”تب تو بہت بُرا ہوا۔“

”میرا خیال ہے کہ جب تم اس ریڈیو آپریٹر کو اس کے گھر پہنچائے گئے تھے اسی وقت سے تمہارا تعاقب چمکا رہا ہے اب اس کو نہ دے کی جو خبر نہیں معلوم ہوتی۔“

”میں اس کے بجائے گھر پر نہیں مرنے والا کچھ قریباً ساڑھے سات سال بعد بچے پہنچائی ہوں مگر سوال تو یہ ہے کہ نوپا کہاں سے چمک پڑی کیا وہ آدمی اس سے مدد طلب کر رہا ہے۔“

”میرا خیال ہے کہ میرا نہ کہ لاش ہی نہ اسے اس طرف متوجہ کیا ہو گا پھر ہو سکتا ہے اس نے اس مسئلے میں اس آدمی سے کبھی مدد طلب کیا ہو کہ اس کی میں تلاش ہے۔“

”یہ تو بہت بُرا ہوا اور عجیب! میں شرمندہ ہوں۔“

”فکرت نہ کرو! دیکھا جائے گا۔“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”پچھلے ایک تھا۔ اب دو ہو گئے۔ ویسے اسے ابھی طرح ذہن میں رکھ کر نوپا کسی قسم کی مدد فراہم نہیں کرے گی۔ پچھلے حدیث لگانے کی کوشش کریں گے کہ ہمارا تعداد کیا ہے۔ پھر ایک ایک کے ساتھ لگانے لگائے گی کہ کوشش کرے گی۔“

”میں نے کتنی بار تم سے کہا ہے کہ میری موجودگی میں دھواؤں میں لٹک کر نہ۔“

”وفا تم پرانا ہلی اور عمران عین سے دھواؤں میں کہنے لگا۔ اگر تم کسی شرط پر یا بھی میں کھانا چاہتے ہو تو اس سو پر کو کھانا لیکن تم کو شہت کیسے کھا سکو گے اچھا تو پھر میں بتاؤں کہ اسے ڈی ریپو لے لیتا۔“

”میں دیکھ رہی ہوں کہ تم لوگ اگر شہت کے معاملے میں بہت محتاط ہو سکتا چودھری ہو تم لوگ۔“

”خالص مددیں کہتے ہو۔“ عمران بولا۔ ”کیا تمہیں یاد نہیں کہ عین نے اس نے حدیث کو گوشت اور شراب کے استعمال سے روکا تھا۔“

”وہ حدیث سے آنکھیں میچا رہے انہیں دیکھتی ہی چھوڑ لی۔“ تب تو تمہارا دہرہ دلیوں سے بھی بلند ہونا چاہیے کیونکہ شراب اور گوشت تو باری بھی نہیں چھوڑتے۔“

”اُن کے اعمال اُن کے ساتھ۔“ ہمارے اعمال ہمارے ساتھ ہم اس کے قائل نہیں کہ صرف فیصلی کی پرستش ہی ہمیں مذہب قریباً ہم سے بچائے گی۔“

”کہیں تو لوگ براہ راست آسمان سے تو نہیں چمکے ہو۔“

”میں نے ذاتی طور پر تو یہی کوشش کی تھی کہ براہ راست آسمان سے پکیں لیکن میری رائے سے اتفاق نہیں کیا گیا۔“

”اچھا تو اب کمانے کی سوجھ بھجے جو کہ لگ رہی ہے۔“

”میں سنو چاہے کہ اس وقت ہم کہیں نہ جاتیں۔“

”تو پھر۔“

”آج میں تمہیں اپنے قبیلے کے کمانے کھلاؤں گا۔“ عمران میں دہتا ہوں لیکن میرا باب حقیقتاً بڑا بہتر تھا اور ہاں یونانی۔ میرے باپ نے مجھے بڑے ذہین لکھانے بتا کر لے کر لڑی تھا۔ اب ہے۔ ایک چیز ہوتی ہے۔ سو رنگ کی دال میٹھا اس وقت میں نہیں اس کی وہ چیز کھلاؤں گا جسے قبائلی زبان میں کچھڑی کہتے ہیں جو چھڑی کے ساتھ

کھلی جاتی ہے۔

”کتنی دیر میں تیار ہوگی وہ چیز؟“

”اگر تمہیں گھنٹے سے زیادہ صبر ہو تو کوئی بارو نہ پائے۔“

”اچھا... اچھا... پکاؤ۔۔۔ میں بھی دیکھوں گی۔“

”مار سے گئے؟“ محمد حسین کی طرف دیکھ کر وہ میں کراہا۔ چادر تو موجود

ہیں لیکن مونگ کی دال کہاں سے لائیں۔“

”میں بتاؤں؟“

”جلدی بولو پروردار۔ اور نہ ہم نے غلطی پر قدم رکھا اور مار سے گئے۔“

”میرے پاس ملک جھینگے کے فرسقد میں موجود بھی انیس کی کچڑی پکے ہوئے ہیں۔“

”جی۔ دیکھنے کی تو بس اتنی ہی سبکے کی یہ کوئی نئی چیز نہیں تھی میں نہیں اسے انیس کی

کھلاتی ہے۔“

”پھر شیک ہے۔ شہباز۔ چلو جلدو آئیں اسٹور۔“

”اب یہ بھی میں ہی کر رہی تھی۔“

”تھیں تو اب عورت کے میک اپ میں رہنا پڑے گا طاقت ہی ایسی

کہ چٹھے ہو۔“

”خدا دیکھ دلو ہے۔“ حسین شہزی سانس لے کر اٹھتا ہوا بولا۔



تیار ہو جاسنے والے، ہی گیری کے اسٹیج کا ملک پکستان سمیت فریئر میں یہ

تھار وہ سب اپنے سائل سامنے کا سوگ مندا ہے تھے۔ جبری فرنگ کے مارین

ٹریڈ کے اس مقام پر کہاں یہ وقوف ہوا تھا چھان بین کر رہے تھے اس چھان بین

کے سلسلے میں وہ افروز سے پہلے ہی پوچھ چکے تھے اور افروز نے کوشش کیا تھا کہ اس کی شرمیلی کی بھاری سی ہے۔ دراصل دھماکوں کی نوعیت نے حکام کو کرا کر دیا تھا۔ ٹرین اور اس کے آس پاس کی بستیاں میں کوئی پانی سفدان تو نہیں ہو سکتا لیکن کوئی کمر دروازہ نہیں منہم ہو سکتا تھا اس اور مشینوں کا رتوں کی دیواروں میں دروازوں پر کسی تھیں سینکڑوں کمریوں کے کھینچے ہوئے تھے۔

سپر مارٹ افروز نے دشاہوں میں چڑھ گیا تھا اور محض احتیاط کی خاطر اس نے بھی ایڈالڈ اس سے بھی رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہیں کی تھی اور خود اس نے ہی اس کی کوئی ضرورت تھی ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ایڈالڈ اس واقعے سے کوئی سروکار ہی نہ ہو اس کے لئے کے بغیر گیارہ افراد بھی وہی کے ساتھ ہی تھے۔ افروز نے انہوں نے پولیس کو بھی کہہ بتایا جو افروز سے پہلے ہی ان کے ذہنوں میں تھا کہ کا تھا۔ اجارات میں تاج ہو سکتا تھا مواد اس سے مختلف نہیں تھا بلکہ کے گیارہ افراد کو حکم تھا کہ اسٹیج پر ریڈیو آپرٹ کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں تھا اور وہ افروز سے سمیت ٹرمس پبلک میں موجود تھے اور انہوں نے اپنے ان چار ساتھیوں کی لاشوں کو اپنے ہی اطمینان سے لگا دیا تھا، جو اندھا دھند نازنگ میں پبلک ہوئے تھے۔ لہذا وہ سب بھی غمزدہ تھے اور اب اس میں ان کی سہولتی تھی کہ وہ افروز کے کی مرضی کے مطابق ہی بیان دیں اور اس کی پر اسے۔ جس اس میں نے افروز کے کو کسی اتنا منتظر نہیں دیکھ تھا جتنا وہ ان وقوف نظر آتا رہا تھا۔

اس وقت بھی وہ کسی بیاد دہندہ کے کی طرح غرا ہوا تھا جو تھک کر گرنے کی قوت کو چھوٹا کر۔ نائب پکستان اس کے سامنے کھڑا اسے پر تشریف افروزوں سے دیکھے جا رہا تھا۔

”تم۔“ دفعتاً الغرور سے اٹھ کر اشارہ کیا اسے کسی ایک آدمی کی
لنگھادی گھمڑے پہنچے۔

”میری تو عقل ہی خراب ہو گئی ہے جناب۔“

”وہ بے وقت تو تھا محض آؤ کار تھا۔“ اسی نے اس سے یہ حاشہ منہ
ہوتی تھی کہ میرا پیچھنچھنچ کر رہا اور میں غصہ نہ ہو کر کئی خوش کرنے کے لیے
اس سے آگے نہ گیا تھا۔ اسے ہرگز مل نہ سکا کہ وہ کیا کرنے جا رہے کسی نے
معقول سمجھنے پر اسے آؤ کیا تھا۔

”لیکن یہ بے وقت تو نہیں ثابت ہوا تھا۔“ نائب کپتان بولا اس پر الغرور نے
نے قبضہ کر لیا اور بولا۔ ”کیونکہ یہ سمجھتے ہو کہ میری جھلک اس نے توڑی تھی۔“
”میرا کیا ہوا تھا۔“ نائب کپتان نے حیرت سے پوچھا۔

”بے وقت آدمی! اس نے خود اس تدبیر کی تھی کہ تمہارا وقت مٹے۔ میں
شاندار اور کارآمدی کر رہا تھا اس وقت اور دل ہی دل میں میں نے یہ دیکھا کہ ابھی یہ
شرمچانے والے بالکل خاص ہو جانے کا جلسہ ہو رہا تھا کہ آؤ کار کیا ہوا تھا۔“
نائب کپتان نے سر کو کسی جنبش دی اور اسے حیرت سے دیکھا۔

”میرا یہ کہ میں ایک باختم سے اس کی گردن پکڑ کر اسے زمین سے تین
فٹ اوپر اٹھانے پر اسے مجھے اس طرح دھکے مارتا جیسے کسی غمزدہ جو بے
دم چٹکی میں دبا کر ہوا۔“ یہاں تک اس نے منہ کا انداز میں کہا تھا چہرہ یک
بھر کر بولا۔ ”لیکن کسی بد قسمت نے گولی ہلا کر سب کچھ تباہ کر دیا۔“ لاش مجھے معلوم ہو
سکا کہ میرے کسی بد قسمت کی یہ حرکت تھی۔ لاش۔ لاش۔“

نائب کپتان دم بخود کھڑا ہوا۔ الغرور نے ہل بھر کر کہہ دیا۔ ”جیسے
یقین ہے کہ وہ بے چارے اب رہا ہے اس کے لاشوں سے گئے۔“

”مگر۔۔۔“ نائب کپتان ہلکا سا گراہ کر وہ کسی کا آؤ کار تھا تو فار
میں اسی سے کیا ہو گا۔“

”مقتدر ہوا۔“ ایسا کیوں کرنے لگا اسے اس تقریبی مشغلے کو اور زیادہ
حوالہ دینا چاہیے تھا تاکہ اسٹیج پر اٹھنے کے بجائے اس کے سامنے چھا سکتا۔
”یہ بھی ٹھیک ہے لیکن آؤ۔ وہ خود کہاں غائب ہو گیا۔ سراسر ہاتھ تو اس
کی لاش بھی مل جاتی۔“

”بہر میں مٹے میں تو اصل آدمی کا پتہ لگانا ہے۔“ الغرور نے بولا۔ ”اس
آدمی کا پتہ لگانا ہے جو میرا دیا گیا ہے ساتھ لے گیا۔ اس کی لاش اسٹیج کے اُس
پس میں رہی ہو گی۔ یہی تو ٹھیک اسی وقت وہاں پہنچ گیا جب میرا رونانے
والی میں جھلاٹنگ لگی تھی۔“

”یہ بات بھی ٹھیک ہی معلوم ہوئی ہے جناب۔“

”میں سوچے بلکہ بغیر کوئی بات زبان سے نہیں نکال سکتا۔ تمہیں یاد ہو گا اب
میں ایک گیتوں کے سے انداز میں طوطا بنا رہا تھا تو اس سے ملاقات ہوئی تھی۔“
”مجھے یاد ہے جناب۔“

”میں بدلے اس دشمن نے جو اس وقت بھی ہماری گتات میں تھا اس
موقع سے فائدہ اٹھایا۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ وہ میرے لیے بالکل دشمن ہوتا تو میں
اس پر شک کے بغیر اس سے آگے جاتا۔“ شہزادی کے مقابلے میں وہ میرے لیے بہترین
”اب کی ذرا منت کو کل پہنچ سکتا ہے جناب۔“

”اور اب اس اصل دشمن کا خون پئے فیروز مجھے نہیں آئے گی۔“ وہ کچھ اور
بھی کہنا چاہتا تھا کہ ایک سخت دشمن کی ضرورت کی آمد کی اطلاع دی۔

”ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔“ سبھی چلے آؤ ہر میں۔“ الغرور سے غمزدہ وہ بھی ہجوم

ذیاد منت سے تعلق رکھتی ہوگی۔ صحیح دودھ اور نانب کپتان سے ہوا۔
 ”اب تم جاسکتے ہو۔“

وہ چلا گیا اور ٹوٹری ویر بعد اس کمرے میں گویا پندھو عروج ہو گیا۔ اعزوز سے
 ملدی سے کھڑا ہو گیا۔ سماجی دلکش عورت بہت دلی کے بعد نظر سے گزری
 تھی اسے اپنی جوانی کے ایام یاد آئے لیکن وہ خیال سے یہ عورت اداوی نہیں
 معلوم ہوتی تھی وہ پرتو داد انداز میں چلتی ہوئی اس کے قریب پہنچی تھی۔
 ”شاید میں کپتان اعزوز سے سے معلوم ہوں۔“

”اسی فدا کا خیال درست ہے۔“ اعزوز سے مکمل خوش مزاجی ملا پس اسکی
 ”میں ویسا ہوں؟“ وہ اس سے صاف فخر کرتی ہوئی بولی۔
 ”براہ کرم تشریف رکھنے سے فدا۔ شاید میں کسی غنائی خاتون سے شرف
 جملہ حاصل کر رہا ہوں۔“

”شہار ایسی خیال درست ہے۔“ وہ دلاؤ داد انداز میں سکراتی ہوئی چلی گئی
 ”کیا بدست کر سکتے ہوں؟“
 ”میں صرف اس بنے وقت طالب علم کے بارے میں معلومات حاصل
 کرنا چاہتی ہوں جس سے قبلہ مقابلہ ہوا تھا۔“

”ارے... وہ تو...“ ایسی لڑینی۔ ہلکے کی ہلکے دہری حریف کا آواز کار تھا۔
 ”اس شکے باوجود میں صرف اسی کے بارے میں تحقیق سے جاننا چاہتی
 ہوں۔“ اسکی مخالفت کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کی نظر میں اس کی اتنی
 اہمیت کیوں ہے؟“

”چیز اعزوز سے۔ تم صرف میرے سوالات کے جوابات دو۔“
 ”کیا میں اس پر قانونی طور پر مجبور ہوئی؟“

”سو سکتا ہے۔“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔
 ”جو تم جاسکتے ہو۔“

ویسا اسے اسے غور سے دیکھتے ہوئے سر کو اتارتی جیش دی
 ”لیکن آپ ہی کے شکے کے کسی آدمی نے مجھے اسے کئی صحت نہیں دیا۔“
 ”میں ایسے ہی کسی شخص سے تعلق رکھتی ہوں جو صرف ناپ بیکٹ مردومات
 سے کام لیتا ہے۔“

مردانہ کی آنکھوں میں بے یقینی دیکھ کر وہ مسکرائی اور بولی۔ ”ماہی گیری
 کی وہ کہنی فراڈ سے جس کے قتل نامہ ہو۔ یہ بات میں میرے شکے کے کسی آدمی نے
 تمہارے گوش گزار نہ کی ہوگی۔“

”جہ آپ کا کہنا ہے۔ میں خالق ہوں۔“
 ”میں فدا ہیں کہہ رہی۔ تم ابھی طرح جانتے ہو۔“

”آپ کی باتیں میری سمجھ سے باہر ہیں۔“ اعزوز سے نے ناخوشگوار بھجوں کہا۔
 ”تم جن افراد کی غیر اندیشہ نالی ادارے سے تعلق رکھتے ہو۔“
 ”کینی اور مائی گیری مسٹر رکھا دتھی۔“ مسٹر مسٹر اور دوسرے ملکوں سے چائے
 پلوئیر کی اسٹاکنگ کے کام میں لایا جاتا تھا۔“

اعزوز سے شگ بوٹوں پر زبان چھڑا رہا۔
 ”ویسا نے چاندنی بیک سکولی کہ ایک تصویر نگار اور اس کی طرف
 زحمت ہوتی ہوئی۔ کیا یہی تھا؟“

تصویر دیکھ کر اعزوز سے اچھل پڑا۔ ”بہ۔ بالکل یس تھا۔ سی ذرا۔“
 ”شکر ہے؟“ وہ اس سے تصویر کے کریک میں واقف ہوئی بولی۔ ”چند سوال
 اور ہیں؟“

”مزدور پر چھپنے“ وہ سہرائی ہوئی آواز بولا۔

”تہنہ تھا۔“

”رہیں، ایک آدمی اور میں تمہارا اس کے ساتھ۔“

”اس کا صبر؟“

”وہ بلا تپتا مہاسا، لیکن آنکھوں سے خاصی رونمائی ظاہر ہوتی تھی۔“ اور
اور ڈراؤمی کے کوئی پتہ معلوم ہوتا تھا۔

”اس کے علاوہ اور کوئی؟“

”جی نہیں! بس یہی دو تھے۔ لیکن منہ پر بے ایک دم میرے ایک
ماہیت سے ان کے ساتھ ایک لڑکی بھی دیکھی تھی۔“

”کوئی مقامی لڑکی؟“

”غائب مقامی ہی تھی۔ میرا مطلب سے اٹاری۔“

”اس کا صبر؟“

”اس کا صبر وہ ماہیت ہی بنا سکتا۔ لیکن بنانے کے لئے اب وہ
اس رونما میں واپس نہیں آ سکتا۔“

”فیئر۔“ تپتا ہمارے میں میں نے جو کچھ سنا تھا اُسے جھل جھاڑ۔
میرا مشہور حرف اپنے کام سے کام لے رہا تھا۔ وہ مسرے شے کو یہ نہیں بنائے
گا کہ اس پر تہہ ہوتے ہی ذری طور پر کچھ فرق ہو گیا۔

”آپ کیا بیانیہ فرمائیں گی مدام؟“ اس بار حاوی کی بجائے فرانسس
میں بولا تھا۔

”کہہ بھی نہیں، اب مجھے چلنا چاہیے۔“ وہ اٹھ گئی اور اٹھنے پر تڑپا
انہما میں اسے جاتے دیکھتا ہوا۔

★

ملکت ناریک اور خاص خشک تھی۔ اتنی خشک کہ کسی لائیج
کے کھٹے پر پڑا ہوا آدمی محسوس کر رہا تھا۔ لیکن وہ طوائف تھا جو پانی میں مراقبہ
آتش کر سکتا اور جھلسا اپنے ذہنی و صہیب میں مراقبہ پانی کے ذریعہ زندہ رہ سکتا
تھا۔ میں اور میرا ناکیوں میں تھے طوائف ناریک کھٹے پر پڑا تھا، اسی صحت
اندر جسے میں آنکھیں میاں سے ملایا تھا جہاں پانی کشتی فکر انداز ہوئی تھی۔
اسے یقین تھا کہ درامیس سیکریٹ سرورس کی ایک اعلیٰ طبقہ دار صحت ہوگی
وہ سماں خوف نوا تھا اس بار پانی کشتی میں موجود ہے۔ یہ بھی ممکن تھا کہ
ای لڑکے پر اس کی کوئی تیز رفتار لائیج بھی موجود ہو۔ ظاہر تھا کہ وہ اگر ان کی
نگھانی کی کہ رہی تھی تو محض یاد پانی کشتی اس کے کام آ سکتی تھی۔
وہ تو طوائف کی لائیج کا تائب بھی نہ کر سکتی۔ اس دریافت کے بعد سے طوائف
نے ہمیں کر کہیں سے نہیں بھٹے دیا تھا۔

مزدوری دیر بعد اس نے اپنے قریب ہی آہٹ سن اور یہی طرح ہر شاہ
ہو گیا۔ تو کیا اس کا حارہ و خلا کا حکم کہ وہ دوک پر چھڑ چھاڑ کرنے کی جرات کر
سکیں گے۔ پورا اور بغلی پر سرور سے نکل آیا تھا لیکن دوسرے ہی لمحے میں
اس نے میرا ہانکا آواز سنایا اور مٹھنڈی سانس کے کر رہ گیا۔

”تم کہاں ہو؟“

”یاد رہی جلی آؤ؟“ وہ آہستہ سے بولا۔

”وہ آواز سے اٹھانے لگا کہ اُس کے قریب پہنچی تھی۔“

”یہاں کیا کر رہے ہو؟“

اور جاڑا ہوا سونے کی کوشش کر رہا تھا۔ تم اپنا دعا بیان کرو۔

”تم مجھ سے جھگڑتے کیوں ہو؟“

”نہیں تو... دم سے تمہارا۔“

”پھر میں اتنی خشنک میں کیوں پڑے ہوئے ہو۔“

”خشنک کے علاوہ میری زندگی میں اور کچھ بھی نہیں ہے۔“

”اب تمیں سے لگے گی۔ میں جو آگئی ہوں۔“

”بات میری کچھ میں نہیں آئی۔“

”کیا، جس ملک کوئی عورت تمہاری زندگی میں نہیں آتی۔“

”اگر تو پیچھے نہ مڑاں نے عیب سے بچنے میں کہا۔“

”میں نے خشنک کیوں جو رہے ہوئے۔“

”تم نے بات ہی ایسی کی ہے۔ اور سے ابی زندگی میں طواری پوری طرح نہیں سما سکا ہوں کسی سوچی کے لئے کہاں سے جگہ پیدا کروں گا۔ بعض اوقات میرے دفنی کی باتیں کرنے لگتی جو۔“

”میں سنس کر رہی ہوں کہ کبھے تم سے انس ہو گیا ہے۔“

”نہ۔ ہو گیا ہو گا۔ پلا پلا کر کھلتا جو ہوں۔“

”میرا کیا کہنی آگئی اور اس نے کہا۔“ واقعی بہت زیادہ سے ہو تم سے صحبت کرنے کو ہی چاہتا ہے۔“

”تو آکر دعوت؟“ عمران اٹھتا ہوا بولا۔ پھر اس کا ماتھہ کھٹک کر کہا۔

”میں یہاں بیٹھ جاؤ میرے سامنے۔“

”وہ ہنسی بولی بیٹھ گئی مگر عمران اٹھ کر اس کی طرف جھکا اور اس

کے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر اپنے سر پر دے مارا۔

”خدا غافلت کرے۔“ وہ تڑپ کر کراہی۔

”اے اے اے اے گونسنے کیوں دے رہی ہو؟“

”یہ کیسے ہو رہی تھی۔“ میرا نا کو غصہ آگیا۔

”غفلت، کیا تمہارے جہاں صحبت کرنے کا کوئی اور طریقہ رائج ہے۔“

”بکر کس مت کرو؟“

”سفر وادی میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ بہرہوں کے ذمہ پتیلے

سے میرا خلق ہے اور میرے قبیلے میں اسی طرح صحبت کی جاتی ہے۔ صاحب

مطلوبہ بیٹے سرور یا کرتے ہیں اور جس دن اتنی شدت صحبت ہوتی ہے کہ

ادوں کے سروریت جا میں۔“ سی دن ان کی شادی ہو جاتی ہے۔

”گفت... کیا تم پہنچ کر رہے ہو؟“

”جس سے دل چاہے وہ چلو۔ مناسب یہ ہو گا کہ امیر کا راجہ کی کسی

پر دھیر سے ہو۔ وہ نہیں ذمہ پتیلے کی ساری رسوم سے آگاہ کر دے گا۔“

”مگر تم تو اب آدمی بن جاؤ۔ یو پ میں رہتے ہو۔“

”تم صحبت ہی کیا کرتی ہو؟“

”ہم پیادہ کہتے ہیں؟“

”پیادہ تو ہم صرف بچوں کو کہتے ہیں۔ اگر کسی بالغ یا مبالغہ کو پیادہ کہتے ہیں

تو یہاں دن چھپنے پر انے جوتوں سے رخصت ہوتی ہے۔ میری ماں جاتی ہے

کہ ایک ماہاس سے غلطی سے میرے باپ کا سر جو مل لیا تھا بھٹک کر؟ پوتے

پالیں دن تک بے جا دی کی ہائی بولی تھی۔“

”کسی نے پیشا تھا؟“

”میرے باپ نے اور کس نے؟“

”یونان میں؟“

”نہیں اس راکش کے جا کر بیٹھا تھا۔ یونان میں تو اس بے بی سے اچھب کو پہنائی ہو جاتی۔“

”جیسے جیٹہ اور سی بسے۔ میں جا رہی ہوں۔“

”ایک بار تو اور محبت کر جاؤ۔“

”یہ اٹلی ہے اور اس راکش یہاں سے دور ہے۔ شب بیکہ۔“ وہ سر ہٹے

”جیسے میں کہتی ہوں چلی گئی۔“

”نیک اس وقت عمران نے کسی ہانچ کے انجن کے حادثہ کرنے کی آواز سنی تھی۔ پھر اسی سائڈ سے ایک لائیوچ نے ڈاک چھوڑا تھا جہاں اس نے مادیاتی کشی کرکشی تھی۔ لائیوچ کا ڈرغ شمال مغرب کی طرف تھا۔ اس کا بیوی، انکھ سے اوجھل ہو اہی تھا کہ کشی کا بارہاں بھی دکھائی دیا جو بہتہ آہستہ آہستہ اسی سمت بھی جا رہی تھی۔ بعد لائیوچ گئی تھی۔ دفعہ ایک نے شیشے نے عمران کے ذہن میں سراسر عبادت اللہ بکھلائے ہوئے افغان میں اٹھ گیا۔ تار ایک سیکہ بن میں پہنچ کر اس نے ان لائیوچ کو آواز دی وہی تھیں۔“

”کیا ہے؟“ میر مائی کا جھنجھلائی ہوئی سی آواز سنائی دی اور پھر عجیب بھی تھا اسی آواز میں بکھلانے لگا تھا۔

”جھلی اسٹو۔ مزدی سامان اور کرنی سنبھالو۔“ عمران بولا۔

”کیا طرفان کہتا ہے؟“ ہمیں نہ پوچھا۔

”یہیں سمجھ لو۔ اگر صبح تک غیرت رہی تو پھر لائیوچ پر واپس آ جائیں گے۔“

”مگر اس وقت تھائیں گے کہاں؟“

”تم اس کی فکر نہ کرو جو کہہ رہا ہوں کہو۔“ اس بار عمران نے کسی قدر سخت

”جیسے میں کہا۔“

”وہ عجلہ۔۔ اچھا۔۔ شورش مت مچاؤ۔ میرا با بولی۔“

”وہ منٹ کے اندر ہی اندر وہ اپنے اپنے سمت کھینٹھا۔ اس نے فریج سے ڈاک پر اترتے تھے پورا ڈاک سنان اور تار ایک پڑا تھا۔“

”تاک سے وہ ٹرک پر اترے۔“

”مذاہبین کا مکان کس طرف ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”یہاں سے دو احوال میل کے واسطے پوچھا۔“

”کل وقوع تھلا؟“

”اتنی کا مٹی بارود میں نہیں تھا سکوں گا میں یہ سمجھ لیے کہ بہت تو بہت بڑا واقعہ ہے۔ دوسرے مکانوں سے بہت الگ تھا۔ مکان کے کچھ سے کے قریب ہی سے دو ٹک مستحکم انداز کے باغیت پھیلے چلے گئے ہیں؟“

”تجربہ مناسب معلوم کرتی ہے۔“

”الگ۔۔ کیا مطلب؟“

”جپ چاپ جیتے۔ سو۔“

”کہاں ملے جا رہے جو ہیں؟“ میر مائی کچھ دوا چل کر بولی۔

”دو ڈھائی میل پیدل چھٹا پڑے گا۔“

”کیا سوچیں جیتے جیتے۔“ میر مائی نے کہا۔

”میں بہت متوجہ کر دوں گا۔ اگر غرضی سے نہ چلتی رہیں عمران۔“

”اور ہمیں چلتے چلتے تک لگے۔“

”یہ میں۔۔۔ یورہ کبھی۔ یہ میں کی سن۔۔۔ لا سوں۔۔۔ وہ دو ٹک بولا۔“

”چلتے رہو۔ اصل افغانی دیکھو۔“ عمران نے ماتحتکار بھیجے میں کہا اور

میر دانا سے بولا۔ "میرتہ بے موقع پوچھا ہے۔"

کیا کہہ۔ "دستِ آراء میر دانا نے پوچھا۔"

"کہہ۔ ہاتھ کر جب تک میں کسی ایسے لئے کوئی تلاش نہ کروں نہیں محبت کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔"

"اسی جھپٹے کو کون کٹے گی"

"دیکھ کر مر میری تو جہنم نہ کر دے۔ تیس بولا۔"

"میں نے تمہارے جس کی تعریف کی ہے وہ اس لئے کہنے کے بجائے یہاں میرے قبیلہ میں بہت عزت و حرمت ہے۔" میر کا کہنا تھا۔

جیسے کہ پھر بولا اب وہ مر کوئی سزا سے بے خبر رہے تھے عین اس کے چل رہا تھا۔ میر دانا ان دونوں کے درمیان میں آگے چل کر راستہ دشوار گزار ثابت ہوا تھا۔ میری شہید اور کبھی روز تاج پھر لانا تک ملے کرنے کے بعد میر دانا کا جی سختی سے اب تو نہیں ٹھہرا۔

"کچھ اریستہ۔" وہ ان بولے وہ محدود روش والی ناراضگی کی روشنی میں تھکتے کرتے تھے۔ یہ سب کی سب تھک چکے تھے کہ وہ اپنے گھر اور تیس ہزار چاندی یا تھوڑے تھوڑے اداں میں کامیاب تھے۔ سیدنا دس میل کی داس میں جانا سوں۔"

میر دانا کچھ نہ بولی۔ ایک تھکے تھکے سے ایک دکان کے انکھیں بند کر کے تھوڑی سی حد تک سیر کر کے سگنے کی کوشش کر لے گا۔ تو سستی سے نہ تھکتے تھے۔ اس کی ایک کمرہ مرانی تھی وہ بولے۔ وہ بولے۔ کایہ دیکھا اور اس کی کوشش ہی سے اس نے چھینٹی تھی۔

"تو اس لئے کہ بعد ہوں۔" میر نے فریاد کی۔

کسی بات پر۔

دن بھر آپہ طعن و سہ اور اس وقت مہاگ گھڑے ہوئے۔

جب تک وہ بانی کشتی والے موجود ہی میں مطلق رہا وہ جب وہ بیکر گئی گئے صحران پڑا۔

نہیں ہیں بھی ہوا۔

نہ ہوا بانی کشتی کی سیرت میں اس کے ساتھ ایسا کر لایا بھی کسی بے رحم نے اسے چھوڑ دیا۔ اس کے بانی کشتی بھی کسی سمت چلی گئی بعد پھر لا پتہ گئی تھی۔

میں اب اس میں بھی مصعب یہ کہ میرا جرم ہم یوں سماں گڑھے۔ اس نے اس تاروں کا اس وقت دور کر دیا۔

اسے وہ دونوں پھر پھر جو کہے۔ "میر دانا غصیلے پلے میں لولی۔ اداوں میں گنگو کو۔"

چھا۔ چھا۔ چھانسی ماؤں سے چھپا چھپا۔ شکل ہوتا ہے طران نے۔

مجھے صرف اداوں کی گیت پسند ہیں۔ "جہین بول پڑا۔" بولی بولنے والی زبان تو ایسی ہے جیسے پھر توڑے جا رہے ہوں۔"

"اور تم دونوں تب اپنی زبان میں گنگو کرتے ہو تو ایسا گاتا ہے جیسے میں رو رہی ہوں۔"

میں اپنی زبان میں نہیں کوئی گیت سنوں تو میں نے ملک کر دیا۔ غرور۔ غرور۔ اس لئے میں غرور تھا۔

میں اس پر ہاتھ دیکر کہ میرا میرا ہے۔ دیکھنے والا۔

میں چلے آیا دسے اس ٹھونسے تھے سالانہ سانس دیا باپ کو شے
چپ رہو! اور کلا کھوٹ دوں گا۔ ٹران عزیاب۔

اب اس کے بھی نہ دیکھنے کا۔

”اگر اسے شادی کرنا چاہتے ہو تو میرا وارث شاہ نہ لکھے گی بہت سے
مختاری کی عاویسے۔“

”کچھ بھی سنا۔“

میس نے نیکو کہتے ہیں: رشتہ شاہ ترہا کی مٹی میں، محل کا سنا
حصاں میں پہلائی ہو تو میں تاروں کی چھاؤں اور ہیرا دھت تار کی بیک
... یہ معلوم ہوتا تھا جیسے آسمان سے سفوں کی بارش جو رہی ہو۔ عجیب
کی پاکیزگی کا سانس ہوتا تھا۔

میں نے ہوش ہوا تو یہاں سے۔ میں نے گواہی دے دی تھی کہ میرا نام خود
میں نے خود ہی اور بعد کے بعد کی تھی۔ میں نے ہوش میں نہیں کیا لیکن قبل
”قادر بہت اچھی سے نے۔“ میں نے کیا محسوس کر رہی تھی
”مارے ہمارے تار۔“

میں تو سوچ رہا ہوں کہ میں نے کیا کیا۔
کوئی کہہ رہی تھی کہ وہ کچھ جانتے تھے۔
”لیکن مختار گف خاص سے میرا ہے۔“

”یہ ہے۔“ وہاں کہہ کر کیا تم سے کسی بہت ہیں۔ کیا میری پشت
تین مونسے مونسے قبل بھی بندھے ہوئے ہیں۔“

”زندہ باد!“ حسین کے اردو نے میرے دل کے کسی گوشے کی مٹی میں
نے اس کا زہر دیا دیا۔

”زیادہ دیکھنی قادر میں ہیں: ہم کھل چکے اور اونچائی پر میں اس نے
کہ تھا۔“ افسوس۔ میری پیچھے رہنے کے ہوسے کھل چکے۔

اس کے بعد اہوں نے ایک ایسی جگہ طاق کر لی تھی کہ ان کے سر میں
کھوٹا حال نہیں تھا۔ ایک چٹان پر سایہ کے ہوسے تھی۔ میرے کھوس میں
بٹ کر اس طرح سوئے تھے جیسے میری جاسی ہو گئی ہو۔ صبح سے پہلے نہیں دیکھ
تھے لیکن میں کہاں تھا؟ وہاں بول چال کر جادوں طوف دیکھنے کے سن کا کھل
میں میری دھماکا کس کیس بھی قریب ہی تھا نظر آتا تو مجھے جوں جوں سانس نہ کر
رہا۔ یہاں دوست آج تک نظر سے نہیں گزر رہا۔

”کیا مطلب؟“ میری دستانہ سے کہیں میں پرچہ
جاوے۔ پتہ بھرنے کی فکر میں اذہیرے سر ہی اٹھ کر گئی وہ جلد بڑھ

”کہیں، نکل بی۔ میں دیا ہوا۔“
”بچے بچے حد خوش ہوگی۔“

”میں میں بھی کیا کہنا چاہتے ہو۔ وہ اسے گھورتی ہوئی تھی۔“
”میرے دوں تمہارے جا میں سکے گا۔ اچھا میں تمہیں کیا لگتا ہوں۔“

وہ میں بڑی اور اس کے سرو پا کا بارہ لیتی ہوئی تھی۔ ”اگر اچھے بھی
تکے تو کچھ دن زندہ رہ سکے میرے قہیلے کے دم و دراج سے مراد تھا میں نے
کیجیے۔“ میرا دراج؟

”پچھے یہ بتاؤ کیا تم بھی بڑے ہو ہو۔“
”بڑے نہیں! میں مرا گئی مزرعہ ہوں لیکن بڑے نہیں خالص عرب ہوں۔“

”قبائے میں کس طرح محبت کی جاتی ہے؟“
”میں سر کھانے لگاؤ کچھ کہتا تھا کہ شہنشاہان نے اپنے برہنہ کے چلنے

یہ ثابت ہو گیا کہ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اگر تم نے یہ سب
 باتیں کر لیں گی تو تمہاری زندگی میں جو کچھ ہو گا وہ سب
 تمہاری مرضی کے مطابق ہو گا۔

”میں تو“

دیکھو کی تو حیرت زدہ رہ جاؤ گی ۔

، بناو کس طرح کرتا ہے؟

میں کر سکے، رکھ سکوں گا۔ یہ بیچ بڑا معاملہ ہے کہ جس کا میں نے کیا ہوگا تو
کی — کہنا : اے عبادت گاہ کے دکھاؤ !

انہی میں کہیں کو۔۔۔ سے قدسوں کو کیا پ نالی دی بڑھندہ سچ درویش
 زحمتی رہی تھی جیسے سنبھل کر مٹیہ گیا اور مٹیہ سے ایک ایسی شکل دکھائی دی۔
 جس میں آواز دے دے سے ہاتھ اٹھا کر کہا کہ اوروہ ہلاک ہوئے کہ مٹیہ پہن
 کواہر ملے تو تھی اور پھر بہت سے اُسے دیکھتے جا رہے تھے وہ مالی کا
 اس کو دے۔۔۔ ان کی یہ توقع پوری نہیں ہوئی تھی کہ وہ اُس کے سے نہ ہوتے
 لا اسٹام کرنے گیا چلا۔

”تو کہاں جھٹے؟ اب مجھ پر حملہ کر دیا؟“ میں نے مایہ سہتا کر دیا۔

میں جیسے میں پہلے ہی رُسی میں رہتا تو وہ مجھے رد و ایکہ کر دیتا
پر چڑھا دیتے۔

ماں بکھر رہی تھی اس لیے وہی بات کہہ کر دیا کہ ”میرے بچے! تمہارا کھڑا ہو جانا۔“

’ہمارے لایق کو تپ و صحرایہ عرق کر چکا ہے۔‘

۱۶۰۰ میں بارہویں اچھل گیا۔

جس کا کہہ رہے ہیں، میرا ماں بھی وہی ہے۔

میں اس پاس ک کھینچ لائیں گوں کو بھی نہ تسلیم چھوڑا سے میری نگہ دھڑکتے ہی

سے کوئی آٹ ٹیانگ ہانک دی ہوگی ہفتا متاخر ہونا چاہیے کہیں اس آٹ
ٹیانگ کی توبہ نہ ضرور ہو جاوے۔

کیا سوچنے کے میری بات کو جواب دو؟

”تہہا سواں سی پیری سمجھیں نہیں آید۔“

«مطلب پر کہ تم اس طرح قیمت کرتے ہو۔»

اسکیہ قسم نہیں جانتیں یہ ثابت کس طرح کی جاتی ہے۔

میرے قہقہے میں کس قدر ہنس جاتی ہے اس سے خوب واقف ہوں۔

میں سمجھ گیا شاید اس سے تمہیں اپنے قصے کی بدولت سکے بارے میں

کچھ نمایاں وہ تو پیشی میں دیکھ سکتے ہیں۔

شہد کسی کیپ ریکر کے ار سے ہیں تباہ

مثلاً: ایسی مہکھنا، موہلا شادی سے تیز تر ہے۔

وہ لڑکا اس لئے "نکا" دیکھتا ہے کہ اس میں

اللہ اُن کے سر پر بھیٹے ہوئے جوتے میں۔“

میں نے یہ سب کچھ دیکھا اور یہ سب کچھ سنا اور یہ سب کچھ محسوس کیا۔

تو متعلق نہیں تحصیل راجمہر

و حسب قیاس اگر چه در کمال آلودگی

میرے فرزند کو بھی علم ہو۔

تو میری قدر سے کچھ غور کر۔

وہ کہتا ہے کہ یہ ایک نیا اور

شہروں میں حکمہ کے ہر رکن نے اپنی ساری دولتیں اور زمینیں وقف کر دیں۔

فخت میں کہ مذہبِ مزنا، محو رہا وہ خند کہ رت کو ڈکوتا ہے سینکا کون سا

کی بنا پر کھل گئی۔

میں تو کچھ بھی محسوس نہیں ہوا تھا۔

سہت گہری سہ سہے ہو گئے ہر حال کسی نے ہالی کیے پیچھے سے لایا
کے چندے میں تھا جی ٹانہ بڑھکا دیا ہوگا۔

"میں نے غلط نہیں کہا تھا مگر ایڈیٹور اس کی قوت رکھتا ہے۔ ہر
کبھی بھی نہ پکا کیوں گے۔ میرا ہونا ہوا۔

"ایڈیٹور... ایڈیٹور... یہ کیا حیرت ہے مجھے بھی طرح ڈاؤن ہے کہ
یہ نہ کہتی ہیں۔

"سو، تو شک کرتے ہو میں نے نام نہ نہ ہو گا لیکن لوگ اس کا نام لیتے
ہوئے بھی دے رہے ہیں، اسی سے وہ صحت پاس کہلاتا ہے براہ توں کا کہنا ہے۔

"وہ اسی نے میری کشتی کو تباہ کیا ہے۔
"پھر کون ہو سکتا ہے؟"

"وہ تمہیں کی بیکری تھی تم نے اسے دیکھا بھی ہوگا،
ظاہر ہے۔"

"ایک بات ہے نواب میں اس ایڈیٹور سے ہزاروں گھنٹوں کا تم مجھے کیا
کھتی ہو گی وہ صاحب کی بیاد اور تیس برس کی جس نے اسے اکا کر دیا تھا۔

"نہ سچ پر تو ہی غور نہ کی۔
وہ چند سے اسے غور سے دیکھتی رہی میری بڑی۔

"لا میں اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے۔
"کیونکہ میں نہیں۔ ہنسا۔ اسے پراسرار صاحب تم بھی اس کا اعتراف کر

وگر شیکر کی تباہی میں تباہ ہو چکا تھا۔

"سول ہی نہیں پیدا ہوا۔ مجھے اس سے کیا مراد کہ۔"

"تو بھی، لہذا ہی ہو۔"

"اجا تو بھر۔"

"شیکر میں انفریڈی کے ایک ملک کی تباہی کا سامان تھا۔"

"میں نہیں سمجھا۔ تو نے چھپے میں بتایا تھا۔"

"میں نہیں کہہ سکتی تھی اور نہیں بتا سکتی تھیں ایک غیر متعلقہ ہی سمجھتی تھی۔"

"تو میں تو بھر پر کسی قسم کے رازات نکال رہی ہو۔"

"اب تو مجھے اس پر بھی شبہ ہے کہ قبیلہ کی تاریخ اس وقت محض انسانی

شکر کے قریب سے گزری تھی جب میں نے دلی میں چھاپا نکالی تھی۔

"اس نے کہا اور ہر ماست اس کی آنکھوں میں الجھتی رہی۔"

"پتہ نہیں کس صحبت میں پڑ گئی ہوں۔ کھان پی پٹی پر ہر مذکر بولا۔

"تو دلوں اس وقت تانہ طور پر اسٹیمر کا کارہ سے سے ہے۔ تو تھے

سندھ تھے اور مرقع ملتے ہی تھے اس سے نہ تو اسٹیمر کا کارہ سے سے ہے۔ تو تھے

تو تھے اور مرقع ملتے ہی تھے اس سے نہ تو اسٹیمر کا کارہ سے سے ہے۔ تو تھے

تو تھے اور مرقع ملتے ہی تھے اس سے نہ تو اسٹیمر کا کارہ سے سے ہے۔ تو تھے

تو تھے اور مرقع ملتے ہی تھے اس سے نہ تو اسٹیمر کا کارہ سے سے ہے۔ تو تھے

تو تھے اور مرقع ملتے ہی تھے اس سے نہ تو اسٹیمر کا کارہ سے سے ہے۔ تو تھے

تو تھے اور مرقع ملتے ہی تھے اس سے نہ تو اسٹیمر کا کارہ سے سے ہے۔ تو تھے

تو تھے اور مرقع ملتے ہی تھے اس سے نہ تو اسٹیمر کا کارہ سے سے ہے۔ تو تھے

تو تھے اور مرقع ملتے ہی تھے اس سے نہ تو اسٹیمر کا کارہ سے سے ہے۔ تو تھے

تو تھے اور مرقع ملتے ہی تھے اس سے نہ تو اسٹیمر کا کارہ سے سے ہے۔ تو تھے

تو تھے اور مرقع ملتے ہی تھے اس سے نہ تو اسٹیمر کا کارہ سے سے ہے۔ تو تھے

یہ دونوں مرد میں لنگھو کر رہے تھے اور وہ ٹھکانہ لسنے کے لئے وہ
 میں ان کی تسکین دیکھنے جا رہی تھی۔ وہ دونوں بھی خاموش ہو گئے۔
 "اور تھائی" وہ شرمات سے مسکرا کر بولی۔
 "جبرائیل چاہے کبھی نہ ہو" عمران سے شرمیلی سانس لے کر کہا۔
 "کرنل ہو گئی" وہ کسی کہن کے غائب ہوا جانے میں بھی قہار۔ یہ ہاتھوں
 کی بنا پر میں سو رہا تھا۔ بڑی محنت اور جیسے کوئی کامیاب کرنا پڑ رہا۔
 "لو اب یہ ایک اور فیضانہ بھی ٹپک پڑا کرنل ہو گئی۔ یہ کیا چیز ہے۔
 "تو میں طرح جا رہے تھے۔ یہ میں ان دونوں کا کیا مشورہ ہو۔
 "میرا سوال ہے کہ اب تو فعل کے ماحول ہو۔ ایک سیاح کسی انجمن پر پورے
 سے کہہ رہا تھا کہ میرے کیمبر سے میں ان چیزوں کی تصویر پر پورے جوتہ ہو جا سکتا
 وہاں لاؤ پچ پر تھے۔ میرا میں ہے کہ کسی وقت ہم تینوں طرح سے پراگندہ ہو کر
 منت، اچھے لوگوں کے اور میں نے ہماری تلاش میں ایسے کیمبر کا پیش کش
 ہو کر انجمن پر پورے اس سے کہہ تھا کہ اگر ایسا ہے تو وہ، سے اس میں کی نہ
 مانگی منت دی گئے گا۔

یہ قربت بڑھ کر۔ "میرا بنا پڑتا تو میں جیتے میں ہوں۔
 "نکھر کر اپنی شکل تو مل جی۔ یہاں ہوں تو دونوں بھی جلد ہی چل جائے
 "میری سمجھ میں نہیں تاکہ کیا کروں" میرا بولی۔
 کیا سمجھ میں نہیں تھا۔
 "یہ قسم کہ اگر قسم ہو۔
 "اپنا لاداکہ صحت سے پہلے نامکمل ہے۔
 "وہ چونک کر سانس کو اس طرح دیکھنے لگی جیسے پہلی بار دیکھ رہی ہو۔

میں نے مجھے میں بھی اسے کچھ نیا پس مناس ہو رہا تھا۔
 "وہ چہرہ قرعہ عزت کیوں نہیں کرتے؟
 "اگر یہ بہت مذہبی تو جہاں کھڑا ہوا ہوتا۔
 "جب میں مل کر ٹھکانہ کر سکیں گی، وہ طویل سانس لے کر بولی۔
 "یہ اعمال میں کچھ نہیں سنا پاتا۔ اگر ہمارے ساتھ رہنا تو چہاں پاپ
 "۔ اس کی سب سے کہہ رہا اس تبدیلی کو دیکھ دوں گی سے کہہ رہا ہوں۔
 "میرا میری شک۔ "انہیں بولا۔
 "اس کے بعد مجھے بھی کچھ دینا۔ عمران حرا کر بولا۔

ایک ٹھکانے سے قبل یہی کہی نہیں ہو سکی تھی اس کے بعد اس نے اپنا
 سامان ایک جھولے سے دھس بھسا دیا تھا اور وہاں ایک نشان مقرر کر کے ایک
 طرف چل پڑے تھے۔ "ہادی میں سچ کہہ رہا ہوں، ایک ڈیڑھ گھنٹہ میں سے کیا جہاں
 ہوں نے پتہ بھر کر نہ کیا، اس پاس کے دوسرے لوگوں کے ماحول کی تباہی
 سے متعلق تو میں نے اسے سنا تھا۔ سمجھا تھا کہ میں ہادی ہادی میں سے کیا جہاں
 لوگوں کا حال تھا کہ وہ شہادت کا غیر قانونی کارہا کر کے اس کی ماحول سے کیا جہاں
 تھے۔ تو کیا تھا کہ میں اس کی تک میں سے ہادی ہادی میں سے کیا جہاں
 وہ رہا پش ہو گئے۔ "انہیں پر کہی تو اس شکل اس کے کہہ رہا تھا کہ وہ یہی
 خطرناک ہو" حور حور تھا۔ "وہ۔ "اور۔ "ایک عورت۔

ان کے ماحول قریب والی میز پر ایک اور چھاؤنی اور اپنی آواز میں کہہ رہا تھا۔
 "مجھے برس معلوم ہوا کہ اگر وہیں میں بھی تھکتی پڑی ہے۔ یہ ہی کہی ہوئے لگی ہے
 "وہ ہی کہی کا سنیہ تھا جسے وہی کوئی نے تباہ کر دیا۔ "پورے کا بیڑہ تھکا۔
 "وہ کیسے ہی اسے کہتا رہا۔ "میں نے اپنے بل حور میں سفید نہیں کئے کو میں کیا

رکھا سے محبت حرم اور بدھ بھیلوں کے علاوہ۔۔۔ ہی گھر تو مارڈ میں ہوتی
سے جس مراد متی سے۔ کارپ پنخ، پانک اور ایل متی سے۔ ویدہ
نیز مارڈین میں۔ مجھ سے سو اکو سو میں تباہ ہونے والا اسٹیمر ہی گری کا
ہرگز نہیں تھا۔ کچھ اور ہی بات معلوم ہوتی ہے۔ سوکتا سے پکڑے ہی ماسے
کے دھسے کھٹے بھی تباہ کر دیا گیا ہو۔

میریا اٹھان کی طرف جب کہ بہت سے بولی۔ ش۔ ر سے سو گت متی
ہیں ہیں۔ وہیں کی وقت وگ شخصیت سے متوجہ ہونے ہیں جب کچھ ہو
ہو سکتا ہے۔ پھر کسی کو دھیان میں آیا تاکہ کمر ہٹیل میں ہی کیری کیوں
پارہی ہے۔ اٹھان سے لاپرواہی سے شافو کو کش دی اور سو کر لے والی
ڈکی کو اندر سے تے مار کر پیرا گ سے ہونے نشانات کھاتا ہوا ہوں۔ یہ سب
پیکر کا دو ہر ساتھ سے جا میں گئے۔

وہ عورت ہاتھ سر جھکا کر واپس چلی گئی۔

”سوال یہ ہے کہ اب تم کہاں جاؤ گے؟ ہمیں بلا
”کی خود چلو تو کی طرف نہیں گئے۔“

”اب تو شاید اس کا ریشہ ہیں پھان ہی نہ سکے؟“

مطلوبہ اشیاء مختصری ویرجہ، کئی تھیں انہوں نے قیمت ادا کی تھی
ادھار کر چل دیئے تھے۔

”یہ تو بڑا کٹن ہے؟“ میریا نے کچھ دھیلنے کے بعد پوچھا

”ہری جو ایک محرم ڈکی اور لاشہ آمد سے مر فیاں رکھتا ہے۔“ فرٹ چلا
اپنا کپ وہ چلتے چلتے کب ہی گئی۔

”کیوں؟ کیا بات ہے؟“

”اسٹیمر پر ایک۔۔۔ ڈیڑھ تو پیر واپسی پر سونا نام کا تھا اگر میری یادداشت
دھوکا نہیں دیتی۔“

”اوپر ایک۔۔۔ اور ایک رات ہماری لایا کے پچھلے حصے میں مٹی ہاتھ
تباہ کر چھوٹے چھوٹے نے اسے سونے نہیں دیا تھا اب یہ معاملہ پر حار ہو گیا تو یہ بھی
سن کر جس دھت اسٹیمر تباہ ہوا ہے اس پر کوئی بھی نہیں تھا۔ ہم چلاؤ اور ڈاکٹر
کی رہ گئیں سے نہیں کھیلے۔“

”تو یہ وہ سات ڈوسریں والی کہانی؟“

”جیہا۔۔۔ ٹریں ایک دلی ٹرک میں ٹاکت ہوئے ہوں گے۔“

”تو تم کسے جاؤ مارا تھا؟“

”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میں نے صرف اس کی ٹانگ پر کوئی دہری تھی
جس نے مجھ پر ہاتھ مارا تھا۔ اس کے بعد میرے ساتھ نہ مر جوالی تھے جس کسی
ایسی جگہ اس طرح بے قابو ہوئی نہیں کہ یہاں ہزاروں چیز متعلق آریں کا جامع ہو۔“
”میرہ کہاں گئے؟“

”بھوک اور دھسے کے علاوہ سب ہی نشے میں تھے۔ میر خیال سے کلاس
نئے خیموں کو بھی آخر کی کر کے کہیں غائب کر دیا ہو گا کہ نہ لگی اس کے پاس نہ
رہے وہ بے جا تے سرکاری ہسپتال میں رکھے جائے اور وہ ان سے اپنی مرلی
کے مطابق بیان نہ دلا سکتا۔ کیا کہیں؟“

”ان لوگوں کے کچھ بھی لمحہ نہیں۔ تمہارا خیال درست معلوم ہوتا ہے لیکن وہ
بیرونی پر پیر۔ وہ کہاں تھا لا پیر؟ مجھے تو نہیں دکھائی دیا۔“

”کچھ حصے میں انہیں اسے اس کے شہر پہنچا گیا ہے۔“

”زبردست متعلق کی اگر مجھے معلوم ہوتا تو ہرگز اس کا ستودہ نہ دیتی۔ اب اگر وہ

ان میں ایسے کیا تو زندہ نہیں بچھڑا سکتے گا۔
 وہ ان میں دلپس نہیں ہائے گا۔
 چھپا بھی کب تک رہ سکے گا اس کا نام مرنے والوں کی قبرست میں شامل ہے
 یہ سب کچھ ہم بچھڑا دو۔



رنگ کے حامل یہ ۱۰ جو نہ وہی راجح کے سپر مسالوں کی تعداد یاد رہے۔
 دن کے اجزاء میں تین سو فی نہیں مل سکتے ہیں اس کا کوئی خاص وقت نہیں۔
 ہیرا کے مطابق تاریخ کے گزرتے ہوئے ہمیں کی تجربہ سے بدتر نہ بنے کہ جیسے کہیں
 کوئی تلاش نہ ملے۔ اس مادے کے متعلق ایسی قدر کی سائنس جہاں جہاں مل سکتی
 نہیں ہیں کچھ دی رانی طور پر مڑ گئی، کہیں اور ریسرچر ٹول میں مول رہی ہیں۔
 لکھتے ہیں کہ جب وہ ایک ویران مقام پر پہنچا جہاں فضا کے ایک کمرے میں
 بدلا دلا سکتا و صلاست نہ آیا اس کی کلیں تک نہیں ٹھیک رہی تھیں ایسا
 معلوم ہوتا تھا جیسے وہ آنکھیں کھول کر سو رہا ہو سانسے دیوار پر کچھ ایسے آلات
 نصب تھے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کہیں سے کسی کی آواز سننے کے لئے آتے ہیں
 وقتاً ایک ڈائریل کی سوئی تھرمسٹر نہ لگی، بائیں جانب کا ایک بیب روشنی بڑا
 اور بدلا دلتے جو تک کر گلابی کی ٹھنڈی اور دوارہ انہیں آلات کی
 طرف متوجہ ہو گیا، مائیک سے آواز آئی، ریکارڈ کیا ہوا پیغام باس کے نام۔
 یہ پیغام کسی نامعلوم مقام سے بیڈ گورڈ کو موصول ہوا تھا، اس کے بعد
 سٹیٹیاں سی کہنے لگی تھیں اور کسی حادثہ کی آواز آئی، پیغام اس کے سے
 اس سے تعلق رکھتا ہے۔ مادے کے دوسرے کسی مادے کے تھکا ہوئے لیکن نہ۔

مشکل ہے کہ موت میں ہی تھے یا وہ بھی میں یہ معلوم کرنا ناممکن ہے اپنے
 دریا عام رہے مابعد قلم کر کے کہہ کہ جس کی تصویر اس نے تضحیت کی تھی اپنے ذہن
 ساتھیوں سمیت غرق ہو گیا، لکھتے کے آج کے انجمنات دیکھو۔ اسپیکر سے پھر سٹیٹیاں
 کی تار میں آئی تھیں اور وہی جیسی مردانہ آواز سنائی دی، ریکارڈ کیا سوائے پیغام
 نہ۔

موصول ہوا۔ ۱۰ پتہ کی آواز کمرے میں گونجی، مائی گہرے سہم۔
 یہ سٹ فرائیڈ پر پہنچنے کی کوشش کرے۔ پوری پوری تھیلا، وہ ہاتھ کی
 مانتہ۔ ۱۰۔ ۱۰۔ ۱۰۔
 مابعد قلم کے کے اطلاع دی جائے گی، اسپیکر سے آواز آئی، اور بدلا دلتے
 وہ کمرے سے سوچ آئی کہ دیکھنے والا ایک کے اور اس کمرے سے آواز کر
 وہ سے کہہ سنے ہیں آواز ایک تمام کر کسی پھر مڑا، تو کہ ایک با تصویر سالہ
 بنایا تھا اور اس کی روش کر دانی کر نے کا تھا اس کا چہرہ بالکل سیاہ تھا۔ نہ
 - کھوں میں بلے جینی تھی اور تھوڑی کے آثار۔

قریباً دس منٹ بعد سانسے والی میز کے ایک سانسے میں بڑی ہلکی سی آواز
 کوئی تھی اور بدلا دلتا، مگر پھر اسی کمرے میں آیا تھا جہاں کچھ دیر پہلے لاسکی
 بنیادات سننا رہا تھا۔
 آلات والی دیوار پر لگے جوئے سارے سوچ آن کر رہے، بیگ سے
 باس کے نام کی کال جو دہی تھی۔
 "باس۔ ۱۰۔ ۱۰۔ ۱۰۔ بدلا دلو۔"

مابعد قلم کی گئی تھا۔ اسپیکر سے آواز آئی، وہ مرد جس سے پہلے
 گھڑا ہوا ہے۔

۱۔ سے مطلع فرمادہ میرا انتظار ہے کسی وقت بھی پہنچ سکتا ہوں۔

میں ہی :-

”آؤ۔۔۔“

اس بار اس نے دیر کے بارے میں بتا دیا کہ وہ اپنے لئے وہی حالت
تک ایک گھنٹے میں داخل ہو کر سو رہے تھے۔ سوئے ایک پشیمانی پرانے مکان
دیہتی کی طرح ایک آدمی کے لئے اس میں جو کہ وہاں سے کسی کی ایک
گلی۔ پشلا دوسرے اسے فریب آنے کا شائبہ کیا تھا اور وہ اس کے ایک سے ایک
مجلد تک سب کچھ تھی۔ وہ قریب آگیا اس کی آنکھوں سے طاری ہوا تھا کہ وہ گونا
گونا ہوا ہے۔

ایک اور کتاب کے ورق الٹا۔ وہ ایک صفحے پر مختلف۔ بجزوں کی انتظار
کے شامات بنے جو سے آئے اس نے دال ڈی اوسٹا۔ لیکن کی استقامت کے
تساوی پر اس کے لئے کہ وہ وہاں کی طرف دیکھا جس سے اپنے سر کو بھینسی جھینسی دی
تھی۔ پھر وہ کتاب اسی کے ہاتھ سے لے کر کھڑے سے بن گیا تھا۔ یاد لاسے
وہیں پھر کر مہربان کی ایک الماری کھولی اور اس میں سے دال ڈی اوسٹا بچ
کی پالیس۔ لیکن وہاں وہی نکالی۔ وہاں ہی کسی دیر میں صلیہ بدل کر رہ گئی۔
مات کے بیچے کھنڈی اور دھنسل سولی کو پھینک کر ابھی افسانہ جو کیا تھا۔ اسی وہاں
میں کسی تیل کی کڑا کڑا سست دلی تھی۔

عامت سے نکلا کر وہ جھٹکا ہوا ایک کا پیر کی طرف آیا۔ یہاں ایک شکل میر
سلی کا پتہ موجود تھا جس پر دال ڈی اوسٹا۔ لیکن اس کے اندر کا نشان دکھایا تھا۔
سیت پر بیٹھ کر اس نے غامضی پٹی کسی تھی اور پھر سلی کا پتہ کا لیکن شامت
سوا تھا۔ فاضل جند ہونے اس کا رخ جنوب کی طرف تھا ایک جگہ اس سے اس طرح

رخ تبدیل کیا کہ دال ڈی اوسٹا لیکن جس کے کسی پالیس کی طرف سے تھا ہوا معلوم ہو
یوٹا کہ اس طرح ملین نظر آ رہا تھا جیسے صبح کو وہ کوئلہ کی پالیس
آئینہ میں ڈھیر چھپنے سے پہلے ہی اس نے ڈھیر پالیس سے لاسکی رابطہ قائم
کر کے جس ہر پہلو میں ہی تھا اس کی شامت تھا۔ ”ادکھا“ اسی پتہ پر گاڑی
یہی اسی جاتے۔ ”دوسری طرف سے جواب مل جانے پر اس نے مسئلہ منتقل کر دیا
اور ڈھیر دوسرے سلی پتہ کی طرف رخ سوئے ہوئے اس نے ہزاروں طرف دیکھا تھا
شاید اسے جو تھا کہ اندر سے کہاں دکھا گیا ہے۔ یہی پتہ پر ایک مقامی، تیسر
اس کے استقبال کے لئے موجود تھا وہ اسے ہر بڑے احرام کے ساتھ گاڑی ٹنگ لایا تھا
یہاں اس کا ٹھکانہ یہاں تھا۔ ”اس نے مقامی، تیسرے پر چھا

”میں جنوب۔ سوال ہی نہیں پڑا تھا۔“

”لیکن انہیں پتہ کچھ کے لئے کہہ دوں گا جس جانا ہوا ہے۔“

”درست ہے جنوب۔ ایسا ہی ہو ہے۔“

”وہ نرم ہر سے لیکن کے جسے جس سلسلہ میں مائی گیری کا شیک کیا تھا۔“

”جیسے علم ہے جنوب۔“

”یہاں اپنے طرہ پر کھنڈ اور محلے کے باقی ماندہ لوگوں سے پتہ کچھ کرنے

آگیا۔“

”قائد کے کی بات ہے جنوب۔“

”جیسے وہیں پہنچا دو جہاں انہیں دکھا گیا ہے۔ ظاہر ہے کسی ایک ہی جگہ

پر ہوں گے۔“

”درست ہے جنوب۔“

گاڑی اسی عادت کے سامنے جا کر تھی۔ جس الفاظ سے مقیم تھا۔

”کہ میری موجودگی ضروری ہوگی جنتِ اقصیٰ، فیسّر نے پرچہ۔

”نہیں۔“ سکرز مہرہی سے جواب دیا گیا۔

”اس کے بعد کے لئے کیا حکم ہے؟“

”دعا صل میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھے یہاں کتنی دیر لگے گی۔ لہذا جہاں ایک ایسی گاڑی موجود ہو جسے میں بیٹھ کر سہارا دے۔“

”ایسا ہی ہو گا جناب!“ اس نے کہا تھا اور نیچے اتر کر باہر اس کے لئے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا۔ وہ گاڑی سے اُتر آیا اور کسی طرف دیکھے بغیر عدالت کے صحنہ پر

کی طرف بڑھا چلا گیا۔ دھلاڑہ کھلا سی مہا تھا، اسی لئے اُسے دستک دینے کی
بس رحمت نہیں گوارا کرتی پڑی تھی۔ سید صاحبہ چلا آیا، راجہ جادی میں علی کے کدک

اس سے نہ بیز ہوئی اور اس نے اس سے کہنان کے بارے میں پوچھا تھا اس نے العزیز سے کہے کمرے میں پہنچا دیا۔

الفرز سے کام کر سی پر نیم دمارا سے (دھرم)

”کراس کی پڑائی کی اور نہ زبان ہی سے کچھ کہا۔“
”جس اداس سے آیا ہوں، یہ ایتلا دے گو سبیل آتا نہ میں کہا اور اس وقت اس کے

والف خيرت، اچيز خود پر بدل بول سس۔

”اے ہو سکے۔ چرمی کیا کھل؟“ الغزو سے پہلے میں نے جڑواں لڑا
 ”ہم پر ظلم ہوا۔“ اے ہم ہی سننا جنگت رہے ہیں کب تک اے کس

میں اوشا سے آیا ہوں۔ کیا تم نے سنا نہیں؟ ایلڈوائس نے کہا اور خود ہی

”مجھ سے اب کی پوچھنا ہے اسٹا میں اپنی فرم کے سربراہ کو روٹ مٹ دے گا ہوں۔“

نہ صرف یہ بلکہ گناہ چاہتا ہوں کہ سات آدمی جہان سے سات لڑکیاں
 تیری بات کے چکا نہ ہو مگر سے گئے ۶

۱۱۰۔ محمد یسوی نے تمام اعمال نہیں چھوڑا ماسکتا تھا۔

میرا کہ میری اطلاع کے مطابق جہان پند نے پو آئی سر کے علاوہ اور کوئی
کسی نہیں تھا۔ اس میں دھماکے ہوئے۔

”آپ نے اٹھایا وہ سنی ہوگی۔“

”یہ حقیقت ہے۔“ ایڈیٹر پرسنل کے جواب۔

ثابت کرو اور مجھے جہاننی دے دو۔ اللہ ہر شے کا پورا ہی ہے کیا
بچے دیکھو ایک ہی کہانی لئے ملا آ رہا ہے۔

۸ میں تمہیں یہاں سے سے جاؤں گا۔ اور عتراف کر لوں گا کہ جہان میں
فیترۂ انسانی طور پر حاصل کئے جوئے اسے کا غیر متاثر ہے اس کا کہ جسے سرحد

• اس سے چاہیہا گیا ہے

”یہ تو بالکل ہی نئی بات ہے سی نور آفیسر الفونز سے نے زہریلے سے
نتیجے کے ساتھ کہا۔“

یہی سب غلط فہم تھیں۔
 اے کئے جانیں اگر دلیہ رہا بھی سو گا تو ہماری لاطن میں ہمارے کسی کاڑی

رابع نے اسے سچا کہہ کر وہی جاسٹس کر دیا ہوگا۔ میرے ملنے کے دو گھنٹے پہلے موجودگی میں بے ستماشہ پی جاسٹس ہیں۔ میں نے کہہ دیا کہ عدالت سے سات

از من گنجینه پیشین بهار عبور حکما تھا۔

”آخر میں کہنا کیا چاہتے ہو؟“ ایلہ لاداس نے غصیلے پیچھے میں کہا۔
 ”جیسا کہ گریجویٹ نے ایسا کوئی ثبوت فراہم بھی کر لیا تو ہم پر اس سے کیا؟“

تصور دیکھ کر اعزاز سے اس کی طرف دیکھا۔

”اکیا یہ وہی لوگ ہیں جو تم سے جشنِ ریشم میں ملے تھے۔“

”ہرگز نہیں، ہاں! پتہ نہیں یہ کون ہیں۔ لیکن ایک بہت ہی خوشنما“

خبر ہے میرے پاس۔ یہاں میری گمانی جو رہی ہے وہ مجھے میں ملے ہیں۔“

مگر کون کیا بدی نہیں۔ تمہاری پائیں۔ ہاں! اس سے پیش آ رہی ہے لیکن گمانی جو رہی

ہے۔ میں نہایت ایک نہیں پہن سکتا تھا اور نہ شیش پر بھی اس کی اطلاع نہیں سکتی۔

”تو کیا نہ ہو کہ آج اس کی نہیں ہے جس کی پائیں گئی کسی پاسکتی ہیں۔“

”تفصیل میں جاننے کی ضرورت نہیں۔“ ایڈلاڈ کی سوجھ بوجھ پر پتہ آئی۔

”پسوں ایک خدمت ہو رہی یاد رکھنا۔ آئی تھی اس نے مجھے خود اس

اس آدمی کی تصویر بکمال متنی جو مجھ سے ٹکرائی ہوگی میں ابھی تھا۔“

”اوہ! ایڈلاڈ اپنی طرح اس کی متوجہ متوجہ ہو گیا۔“

”میں یا اس نے اس نے کہا کہ وہ صرف اسی آدمی کی شناخت کے لئے فہر

سے ملے ہوئے وہ تو یہ بھی جانتی ہے کہ اس غیر متعینتا جن اداکاری غیر ملکی کی

حکایت تھا۔ اور اس پر دوسرے ملکوں سے ہر گز لگے جانے والے پتہ تو یہ کہ

اس ملک کے لئے استعمال ہوتا تھا۔“

”نہیں! ایڈلاڈ اس کے ساتھ ہی اعزاز سے کسی املا تھا۔“

”نہ شاید اپنی اس فطرتی حرکت پر یہ وہ خواہنے کسی کے لئے جہاں شروع کر دیا تھا

چہرہ رک کر بلا۔“ ہوم ڈیڈرٹسٹ اس خدمت کا حوالہ بنا۔“

”ادہ کوئی فرانسیسی خدمت تھی۔ ہم روسیا بتایا تھا۔ ٹاپ میکٹ معاملات

کے شعبے سے تعلق رکھتی تھی۔“ اعزاز سے ہوا ہمارا اس نے اس کے غور داخل انداز

وزن سے متعلق بتانا شروع کر دیا تھا لیکن ایڈلاڈ اٹھا کر کچھ سرتا ہوا ہوا

”تفصیل بھی طرح یا دہے نا کہ اس نے ہوم ڈیڈرٹسٹ سے اپنا تعلق بتایا۔“

”جب انہی طرح یا دہے۔“

”لیکن ہوم ڈیڈرٹسٹ میں اس قدم کا کوئی شہ نہیں ہے۔ مرکزی انٹیل جنس

بڑی انٹیل جنس کے علاوہ اور کہیں نہیں ہے یا پھر امور خارجہ کے متعلق سرکٹ

سے یہ شہدہ دوسری بات یہ کہ ہوم ڈیڈرٹسٹ میں شاید ہی کوئی غیر ملکی خدمت کام

کرتی ہو۔ میری دیکھوں گا۔ وہ پھر کسی پر ایڈلاڈ اور سبب حصول اس بات آواز میں

ہوا۔ تو وہی آدمی تھا جس کی تصویر اس نے تفصیل دکھائی تھی۔“

”ہاں! اس میں شبہ“

”اور وہ اس خیال میں نظر آنے والے دو دفع مداخلت میں سے نہیں تھا۔“

”ہرگز نہیں، ہاں! اس میں سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔“

”مگر تم اس طرح کی دیکھا کہ جوئی آواز سنو تو کیا پہچان سکو گے؟“

”یہ بتایا ہاں! اس کی آواز بھی خاص قسم کی تھی۔“

”ابھی بات ہے۔“ ہوم ڈیڈرٹسٹ سے رابطہ قائم کر کے اس پیغام کو سنا جو کسی

خدمت سے میرے لئے کسی نامعلوم مقام سے دیکھا رکھا تھا۔“

”بہت اچھا ہاں!“

”اگر اسی خدمت کی آواز ہو تو شاید یہ صرف مجھے ہاں یا نہیں یہ جواب دینا

”بہت بہتر ہاں۔“

”اور اب اس پوری خبر کو پڑھو۔“

اعزاز سے سفوف میں تلو بہنے والی لاؤخ سے متعلق جو جدید جلدی پڑا

ایڈلاڈ تھی اور ایڈلاڈ کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

ایڈلاڈ ہوا۔ ”اگر وہ لوگ میک اسپ میں بھی ہوں تو کم از کم اس جہ سے

یہ نہیں غیہ ہوتا کہ ہمارے کے وقت بھی یہ لکھی ہی میں موجود تھے، ابھی تک
 لاجپت نہیں مل سکیں تھے۔
 "یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا پاس!"
 "غیر! میں دیکھوں گا! ایڈیٹور! اٹھتا ہوا بولتا ہے میں جا رہا ہوں پانٹ
 بارہ ہی میں فی الحال تمام رہے گا کسی بات کی پڑا ہوا ذکر وہ تم سب کا تحفظ میری
 ذمہ داری ہے۔ اپنے کان کا خیال رکھنا۔"
 "آپ کے کلر کی تعمیل کرتے دم تک ہوگی پاس۔"
 "میں اس بات کو یاد کروں۔"
 ایڈیٹر اٹھا اٹھا اور چلا گیا تھا۔



معدل ملو یہ سنے انہیں اپنا بھانپنا لیا تھا۔ انہوں نے اس سے کہا تھا کہ
 وہ خود سیدھے سامنے لوگ ہیں اور زیادہ مالدار بھی نہیں سمجھا جاتا کہ سوتی
 رکھتے ہیں۔ مگر تپا پسند آیا ہے کہ کچھ دن جہاں قیام کرنا چاہتے ہیں اگر کسی
 ہوش میں حشر سے تو ان بات پر حشر نہیں گئے۔ کسی خاندان کے ساتھ رہنے میں
 ہر حال مزاج کم ہی ہوگا۔ یہ کوئی ایسی سیو سب بات بھی نہیں تھی۔ مقامی آبادی نہ
 بہتر نہ خاندان چلے آگیا۔ گشت رکھتے ہی رہتے ہیں۔ پونہ نے بھی کسی کبار ادیب
 ہی کہا تھا لیکن آدھو کو پرکھے بغیر وہ انہیں بھانپنے لگا تو ان کی سب سے
 بھان آئے۔ بعد میں صرف معلوم ہوئے تھے لیکن صرف یہی وجہ کا تھا۔ ہاتھ کا
 کہیں اس کے ہاتھ والی بات باہر نہ پھیل جائے اس نے اپنی بیوی اور بیٹی
 تو پیچھے ہی رہا۔ دانا دانا لیا تھا اور اس لئے انہیں نے ایسے حالات میں چلا گیا گشت

رکھنے کی مخالفت بھی کی تھی لیکن پونہ کو بھانپنے کی باتیں پادریوں کی کسی لکھی تھیں اس
 لئے اس کا دل اس کی طرف کھینچنے لگا تھا۔ وہ ایک مذہبی آدمی تھا اور بھلائی احمدی
 میں بھی مذہب سے گراؤ رکھنے والی سے وہ بڑا عرصہ رکھتا تھا۔
 بھلائی احمدی سے کہا تھا۔ نہ ہم گشت رکھتے ہیں اور نہ شراب پیتے ہیں
 نہ لادہ ہیں اور کسی حد تک انڈول یا چھپوں پر گزارہ کر لیتے ہیں البتہ میرا باپ
 ہی کی مانند ہے اور سب کچھ کھا لیتی ہے۔
 "تم شراب بھی نہیں پیچھے۔"

"اب شراب کی بات کرتے ہیں مجرم رنگ! آپ تو ہمیں بغیر بھی پیتے تھے
 وہ بھیجیں گے کہ اس میں بھی جگہ سا نشانہ ہوتا ہے محض اس لئے اس نے اپنے
 محرموں کو گشت اور شراب سے روکا تھا۔"

"اس پر میرا خندہ میٹھی ساٹھ سے کہ بولی تھی۔ آسمانی باپ کے معاف کرے
 میں شراب پیچھے چلی اور گشت کے علاوہ کچھ بھی نہیں کھاتی۔"

"میرا کیا ہوا! خودت سے تو بھی جہت اچھی عورت معلوم ہوتی ہو!" پونہ
 نے اٹھ کھڑا تھا۔ اور پھر انہیں دو کمرے میں تک محدود رہنے کی بدانت کی تھی۔
 صاف کبہ دیا تھا کہ اگر وہ گھر کے دوسرے حصوں میں بھی اٹھنا بیٹھنا چاہیں گے
 تو اسے بعض حالات کی بنا پر تکلیف ہوگی۔"

پونہ نے نہیں جواب دیا۔ انہیں مزاحمت ہی کی کہتے کہ ہر پورے گھر میں دروازے
 پر ہی۔ آپ بھی بلکہ حد مذہب اور نہ اس سے پاس گئے۔

صاف کہ فیروز دینی باشندہ سے عورتیں ہوتے تھے تو ان کی کہانی تھیں اسے
 سو۔"

ہم کتنی ہیں اور یہ سسٹم میں دستی ہے۔ بھلائی احمدی نے کہا تھا لیکن اگر ہم

خود کو تباہ سے بچانے کے معائنہ کے لئے کہیں تو ہدیہ سامان اختیار کیا کہ باہر چھوڑا دیا۔
 یہ بچے دن کی باتیں تھیں۔ لیکن آج تو مجھ پر کامیاب رہا۔ ہمارے تمام حاکم اور بارگاہان کے
 پاس آج پیش آمد اپنی مرغیوں سے متعلق گفتگو کرنے کے لئے آئے۔ اس سے پہلے کہ پہلے
 حالت کھانسی کی میز پر عمران نے مرغیوں سے متعلق اپنی معلومات کا اظہار کرتے
 ہوئے اس کی مرغیوں کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلمبے طائر ذکر دیئے تھے
 اور اس وقت وہ اسے تیار ہوا تھا کہ مرزا علی علیہ السلام کے کلاس سے کسی رعیت کی
 نقل پیدا کی جا سکتی ہے۔
 "یہ تو نا ممکن ہے۔۔۔ نقلی نا ممکن۔" پھر پڑھنے والے نے دودھ سے سر چا کر کہا
 "میں تجزیرہ کر چکا ہوں معززہ بھنگ!"
 "کیسے یقین کر ڈال لو گے۔۔۔ نہ مرزا کو مطلع سے کوئی دیکھ ہی ہو سکتی ہے
 اور نہ پہلے کو مرزا سے۔"
 "سب سے الگ خٹک دھنل کو ایک جگہ چھ بیٹے تک بندہ کئے۔
 جب تک مادر ایک دوسرے سے مانوس ہو جائیں گے۔"
 یہی تو سے ہی کیا تھا؟
 "دھنل ایک بڑے سے چیزے میں بند کر دیا تھا۔ دونوں کو دو تین بیٹے تک
 آپس میں خوب مار لٹائی ہوتی۔ یہی مٹی۔ چھ آہستہ آہستہ مرزا بائیک بیٹے
 لگا تھا۔ علی علیہ السلام اس طرح اس کی شکل بننے لگی تھی جیسے وہ کوئی مدائی نظر نہ
 رہا ہو۔ چھ ماہ بعد ایک دن دن علی علیہ السلام نے انڈا دیا اس کے ہمراہ کئی انڈے
 دیتے اور چران انڈوں سے جو شے بڑا ہوتی تھی وہ اگلے سے تیار ہی اور
 دیکھنے سے کوئی کا پھول معلوم ہوتی تھی۔"
 "یقین نہیں کرتا۔"

مرزا کو پہنچ کر میں ایک کون مرغیوں کی تصویریں مقرر بھیجاؤں گا۔
 "سوڈ کے! اگر یہاں پر تجزیرہ کامیاب ہو جائے تو بڑے ہو کیا ہو گا؟"
 عمران نے دھمکانا اشار میں سر کو متغی جنبش دی۔
 "میں بڑی مہارت کا بادشاہ کیا دوں گا۔"
 اور عمران اسے باقی میں اچھائے ہوا تھا اور دوسری طرف زمین اس
 تائب میں تھا کہ کسی طرح اس کے بیٹے ڈالینی تک پہنچ جائے۔ میرزا بائیک کے
 معائنہ میں چل کر باقی میں لگاؤ گھر سے باہر نکال سے گئی تھی اور وہ نہیں
 پڑتی دام کے قریب کسی بحث میں اچھی ہوئی تھیں۔ زمین مکان کی تلاقی دینا
 مجھ پر تھا۔
 جب وہ واپس آیا تو عمران نے محسوس کر لیا کہ اسے کامیابی ہو گئی ہے۔
 "تو کہاں تھے جہانی! اچھو بونے زمین کو دیکھ کر کہا تو یہاں ہے عدول چھپ
 گھٹو چھپ ہی تھی۔"
 "میں ذرا پہل قدمی کے لئے لکل گیا تھا۔ موسم اچھا ہو رہا ہے۔"
 "اں اں۔ خوب کھو کھو چھو۔ کھا دینا تاکہ کسی قدر تندہست ہو کر گھر پہنچے۔"
 "اں اں! بھنگ بو جو علی تک کہہ رہے ہیں۔ جیسو جینگے۔ عمران سر
 جاکر ولا۔
 "جیسو جینگے۔" پھر چڑھ سکا تھا۔ انہوں نے بھی تک اسے دانت نکال
 کر بیٹے نہیں دیکھا تھا۔
 "اچھا اب میں انہوں کو کام ہی کر لائی۔ جب سے تم لوگ آئے ہو عمران
 آپس میں کتا رہتا ہوں۔"
 اس کے بچے ہندہ ہندوں سے اور میں گفتگو کو آٹھ کیا تھا۔ زمین نے

اسے اطلاع دی کہ وہ اپنے مستعد میں کامیاب ہو گیا ہے۔

”وہ دن نہر خانے میں گزرا ہے۔ رات کو اوپر آکر اپنی مخصوص خواب گاہ میں سوتا ہے۔“

”مقبضین دیکھ کر ہجر کا تو چہرہ گرا۔“

”بہت زیادہ افسوس کرنے کے لئے ڈٹا اٹھا۔ تھا لیکن جب میری آواز سن تو کہاں تھا وہیں رہ گیا۔“

”تم نے پوائنٹ نمبر بارہ مکلفے بھی کچھ کر دیے پوچھنا۔“

”چراغ تھا اس نے کہا کہ اعزوز کے کھلاڑہ جہاز پر شاہ جی کوئی بانٹا مرنے۔“

”نہ نے اسے میرا نام کے بارے میں تو نہیں بتا کر وہ کون ہے۔“

”آپ سے پہلے میری اس سے متعلق کوئی گفتگو کر ہی نہیں سکتا تھا۔ بس ہے ایک رات کی جگہ ہمارے ساتھ۔“

”بہت اچھا کیا۔ ابھی نہیں اس پر پوری طرحت اعتماد نہیں کر لینا چاہیے۔“

”وہ تو گناہی چاہے گا جناب! آخر ہم اس کے ٹھکانے میں تو مقیم ہیں۔“

”میرا آپ ہی نے تو کہا تھا کہ ہم اس پر اعتماد کر سکتے ہیں۔“

”مگر میں سکتے ہیں۔ اور نہیں بھی۔“

”غیر مارنے لگی کیوں نہ آپ میرا یا سے پوائنٹ نمبر بارہ سے متعلق گفتگو کر ہی نہیں پر تو آپ کو لہذا اچھا اعتماد ہے۔“

”اگر اسے علم نہ ہو تو سیدھی وہیں جاتی، اعزوز سے کو اس واقعہ بتا کر خود کو ہلاکت میں نہ ڈالتی۔ لہذا اسے میرا نام صرف اسٹیمر کی جانب سے دیا گیا۔“

”مقابلہ سکتا ہے۔ وہ مزید کچھ کہنے کے لئے رک گیا۔ کہہ کر میرا نام بھی واپس آگئی تھی۔“

”کہا اس سے ملاقات ہو سکی۔ اس نے اسے ہی پوچھا۔“

”اے! عمران اسے خود سے دیکھتا ہوں۔ ریڈیو آپریٹر سے کی بنا پر۔“

”وہ کچھ ایسے مقامات کے مابعد تھیں۔ جن پر ایڈلڈ سے لاسکلی مابعد قائم کیا جاتا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ جب تم جہاز پر پہنچیں اس وقت ایڈلڈ واپس آئے۔“

”نہر بارہ میں تھا۔“

”اگر ایسی بات ہے تو میں بھی نہ بتا سکوں گی کہ پوائنٹ نمبر بارہ کہاں ہے۔“

”لیکن مجھے یقین ہے۔ اسٹیمر کے آؤٹ کر ڈیڑھ گھنٹہ کا عمل وقوع مفروضہ معلوم ہو گا۔“

”ایک مفروضہ ہے اور دوسرا یہی کہ ہجر کا پائیلٹ۔“

”پائیلٹ کا کیا نام ہے۔“

”نام نہیں جانتی۔ پتہ ہی بتا چکی ہوں۔“

”لیکن ڈائری میں پڑا کا نام جانتی تھیں صرف پڑیو ہی کے واسطے پوچھنا۔“

”جی جی جی۔“

”اچھا تو اب تو کوئی میرے متعلق بھی شبہات میں مبتلا ہونے لگے ہر دو۔“

”انہیں نکال کر دی۔“

”وہ فعل بھی اس سمت کرو۔ عمران اسے جیمن سے سخت بچے میں کہا۔“

”میرا نام پوچھ کر دیا میں ریڈیو فیڈر تھا۔ میرا کوڈ سے وہی لاسکلی مابعد قائم رکھتا تھا۔ اس نے اس کا نام جانا میرے لئے نامکن نہیں سے۔ ایڈلڈ واپس آگئی نہ رہی۔“

”پڑیو کا نام: ریڈیو تھا۔“

”تم ٹھیک کہتی ہو مجھے یقین ہے۔ پتہ نہیں پائیلٹ بھی مرنے والوں کی قبرست میں شامل ہے یا خوش قسمتی۔۔۔ پتہ کیا ہے۔ اعزوز سے کچھ لگوا۔“

”یہ خود مشکل ہو گا۔ ہر دو دن دو نمونہ برقرار رہی ہو گی۔“

”پتہ نہیں پائیلٹ بھی مرنے والوں کی قبرست میں شامل ہے یا خوش قسمتی۔۔۔ پتہ کیا ہے۔ اعزوز سے کچھ لگوا۔“

”یہ خود مشکل ہو گا۔ ہر دو دن دو نمونہ برقرار رہی ہو گی۔“

”پتہ نہیں پائیلٹ بھی مرنے والوں کی قبرست میں شامل ہے یا خوش قسمتی۔۔۔ پتہ کیا ہے۔ اعزوز سے کچھ لگوا۔“

جیس ہوا۔ دنا یعنی کہہ رہا تھا کہ کب تک اس طرح چھپا رہوں گا لہذا سے دعا ہے
کی جتنی کہ اگر ہم فلک میک آپ کے ایسے ہی رہیں تو اس پر بھی کرم کریں۔
اس کی شکل بھی تبدیل کر دیں اور دنا علی ہی مل جائے۔ اسی طرح اس کی باتیں سننے
کی نہ وہ بھی صحیح جہاد کے ساتھ طریق پر جانے والوں کی کمرست میں شامل
کر دیا جائے گا۔

”چہرہ سننے کی کجیہ عمر ان نے دیکھا۔“

”جی کیا کہ میک آپ کیا کام ہے۔“ دنا آدمی خود میک آپ کی کجیہ سننا
کہ عجب بڑے سنبھال لیا ہے کجیہ سننا کجیہ آدمی ساتھ سوچا اس پر نظر رکھے۔
بہر حال میں نے اسے مشورہ دیا ہے کہ قدرتی طور پر ہی جتنے کی کوشش کرے چہ
۱۰ میں ڈراؤں جی جھار جھکا کر دیکھ جائے گی اور سر پر بندہ بن جائے گا اسے گ اور وہ
بوس کے دم نکلتا ہوا نہایت آسانی سے سرور پار کر سکے گا۔“

”میں تمہیں متنبی تو کر رہی ہوں۔ آج ہی متولدہ وغیرہ مشورہ دیتا رہی جی
متنبہ سے نام مستقل کر دیں۔“ مگر ان اس کے شالے پر لاؤ مار کر ہوا۔ جی جی
جا جتا تھا کہ عجب تک میں کامیاب نہ ہو جاؤں وہ آسمان نہ دیکھنے پائے۔
”تم دونوں چہرہ زبیر مگر سننے۔“ میرا دنا جھٹکا کر لیا۔ ”کیا کجیہ سن کر سننے
رہے ہو۔ جگہ بتاؤ۔“

”میں اس سے کہہ رہا تھا کہ تم اور میرا جیہ ہیں آسمان کر دنا اور میں دنا
ڈیوڈ ٹیک جہاڑوں۔“

”میں ہر حال میں ساتھ چلوں گی۔“

”بے وفائی کی باتیں نہ کرو۔ سب مارے جائیں گے اس طرح۔“

”میرا اطمینان نہیں ہوتا۔“

”اچھا جی چنانہ تم جی۔“

دیکھتے وہ سوچ رہا تھا کہ اب تنہا ہی کام کرنے کا وقت آگیا ہے آدمی رات
کو وہ انہیں سوتا سمجھ کر نکل نکلا۔ جہاد ات ایک بورڈنگ ہاؤس میں بس رہی۔ آند
”سری جی ایک صاحبزادہ پر دہلی لائیج میں بیٹہ کر ڈیوڈ کی طرف معاذ ہو گی میک
پہلے میں چہرہ نہ لے کی جتنی یعنی حسینہ میرا دنا جی دیکھتے تو نہ پہچان سکتے ڈیوڈ
میں یہ معلوم کر لینا مشکل کام نہیں تھا کہ لغزو سے اپنے مانتوں کیست کہوں
میرہ ہے۔“



لغزو سے نہ عورت کا پیٹ نہ سنا تھا اور ایلا لاد کو اطمینان جہاد ہی
مگر کہ یہ اسی عورت کی آواز ہے جس نے اس سے اطمینان عجب ملے مارے
میں ٹھنڈی کی جی۔

لغزو سے یہاں شدت سے بور بور ہوا تھا۔ اس پر عورت سے باہر
لغزو کی ڈنڈی نہیں ماند کی جتنی۔ لیکن یہاں کی سوسائٹی میں وہ جہاں پہچانی
شخصیت نہیں تھا۔ عام طور پر لوگ اس سے کڑا کر نکل جاتا کہ جے لغزوات کے
دنا اگر ایسے حالات سے دوچار ہوں تو ان کا دم گھٹنے گھٹنا ہے۔ انہیں ایسا محسوس
ہوتا ہے جیسے زمین و آسمان کے بیچ میں بیٹھ کر رہ گئے ہوں۔ اس لئے آج وہ
شہر ہمنے سے قبل ہی اپنے نائب کو ساتھ لے کر عورت سے نکل رہا تھا۔
”یہ حالت کہ ایک رقبہ رہے گی نہ اب۔“ نائب کپتان نے اس جہاں
”جب تک۔“ ”بے گار۔“ ”جے ہم کوئی مجبور ہیں۔ عجب چاہوں یہ قصہ ختم
کے تھے مگر نہ۔“ ”اس جہاں جاتا ہے۔ اس کی اپنی کوئی مصلحت ہوگی

دکھا جا رہا ہوں کہ ان کی حرکتوں سے واقف میں؟
 "آخر باب ہماری نگہاں کیوں جو رہی سے؟"

"ان کے دین ہماری طرف سے معاملہ میں اور نہ ہوں گے جب تک کہ عدالت میں یہ ثابت ہو جائے کہ ذمہ کسی کاروباری حریف نے نہیں چھپانے کی یہ سازش کی تھی۔ یہی ہے اس لیے کہ ان کے گھر کے چیل کی تہ سے نکلے ہیں فرانسیسی ماحول کی وجہ سے انہیں صحت میں ان کے ہاتھ لگی ہیں۔ ایسی صورت میں تم خود سوچو کہ کچھ نہ ہو جاوے۔"

دعا دینے کا باب سے آواز آئی۔ "گائیڈ تو نہ چاہیے سی نور؟"
 العروڑے جو تک کر ملا۔ "ایک نہایت خوش لباس اور جوان العمر آدمی نے اسے مخاطب کیا تھا۔"

"کیا مردوں میں سیاح لگتے ہیں؟" العروڑے نے مسکرا کر پوچھا۔
 "معافی چاہتا ہوں جناب اگر ایسا نہ ہو۔ لیکن مجھ سے یہ فیصلی اس لئے نرزد ہوئی کہ آپ دونوں میرے ملے ہیں۔"

"اس کے باوجود بھی میں گائیڈ چاہیے۔" العروڑے نے زلی کر کے کی طرف اشارہ کر کے بولا۔ "بیٹہ جاو۔"

"شکر ہے جناب۔" وہ بیٹھا ہوا بولا۔

"میں یہاں دلاکار وانا آدمی کہ خوب صورت ساحل کے علاوہ اور دکھاؤ کیا ہے جس کے لئے میں گائیڈ کی ضرورت ہوگی؟"

"اگر آپ صرف عارضی اور سادہ سادہ دیکھتے آئے ہیں تو میں اپنی پیش کش بعد از اس واسطے کرتا ہوں۔"

"مجھ کیلئے؟"

دنیا کے بہت بڑے مدبروں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔
 "ہینک جیک... لیکن اسے ٹرینی؟"

"اس نام کو؟" ایڈلڈا صوفی مولیٰ ڈوان میں بولا۔ "مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے بچہ بچاں کی گود سے چھین گیا ہو۔"

"آپ تو وہاں کے بادشاہ لگتے تھے جناب۔"
 "سنت پادہ لاو۔ مگر یہاں کس بھی طرح لوگ مجھے دیکھتے ہیں۔ ایسا گمان ہے جسے میں ان کی بستی پر تباہی لانے والا ہوں۔"

"دیکھتے دیکھتے۔ آپ ہر معاملہ میں باہر معمولی میں بننا ہوا؟"
 العروڑے نے کہہ نہ لایا۔ اس نے ایک بوتل کے سامنے گاڑی دیکھ دی تھی اور وہ حالت کے عقب میں دور تک پھیلے ہوئے سرسبز دریا ہیں آئے تھے جہاں بے شمار میزیں چھوٹے تختوں کے درمیان لگی ہوئی تھیں۔ سیاہوں کی چھوٹی سی سیاہ خام سسلی کی ندرت اور سفید پوش عورتیں سرور کر رہی تھیں اپنے بندہ سفید بوساں میں کچھ اقدار پادہ لایاں ہو گئی تھیں۔

ان دونوں نے ایک مناسب سی میز تلاش کی اور اس کے گرد بیٹھ گئے۔
 سرور کرنے والی ایک عورت ان کی جانب نگلی تھی العروڑے نے میز دیکھ کر بڑبڑایا اور لوگ کا انتخاب کیا۔ اس میز پر اس نے اپنے نائب کی ساتھ بھی سیدھی بیٹھا۔
 "آپ اپنے ساتھ ماحول کی مددوں تک سے واقف ہیں۔ آپ نے اپنا سب کچھ منتخب کیا ہے جس پر میری جان باقی ہے۔" نائب لگ گیا تھا۔

گورڈر پلیس کر دیا گیا اور وہ عورت چلی گئی۔ العروڑے چاروں طرف نظر پھیرا اور اگر بلا خبر بولا۔ وہ جو پیچھے لگا ہوا تھا۔ یہاں سے موجود ہے۔۔۔ غیر۔۔۔
 "مجھے کیلئے؟"

میر کچھ دیر بعد وہاں سے اسنے تھے اور بٹھتے ہوئے ایک جانب چل دیئے۔ الغزو سے پہلے ہی گاڑی بول کے سامنے ہی پارک رہتے دی تھی۔

کچھ دھپچنے کے بعد گائیڈ مشکاک تھا۔

”ہاکیں بٹھتے کیوں نہیں۔“ الغزو سے اسنے گھوٹا ہوا بولا۔

”مجھے حیرت ہے پتہ تو کبھی ایسا نہیں ہوا۔“

”ہاکی نہیں پڑا تھا۔“

”ساحل کو مونا ٹھہتا ہی ہو، سہے جاتا ہوں۔ لیکن پیدل کسی میرا تھا تب نہیں کیا گی۔“ تعاقب تب جتنا ہے جب میں ساحلی سے کسی گاڑی میں بیٹھا ہوں۔

”مجھے تم ملے۔“ دیکھا جائے گا۔

”آپ کے اگلے ذاتی طور پر میں اپنی جان بھی دے سکتا ہوں لیکن کسی گھر نے کی جانی میرا چورا گھر پر تیار کر دے گی۔“

الغزو سے مل کر دیکھا تھا اور اسے وہی آدمی دکھائی دیا تھا جو مشرورع ہی سے خود ان کا تعاقب کرنا رہا تھا۔ ابیں نہ دیکھ کر کسی شائد اس سے بائیں جاب جھک کر سگر بیف، سنگٹنے کی اداکاری شروع کر دی تھی۔ الغزو سے بڑا سا منہ بنا کر میرا گائیڈ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

”ایسے گھرانے میں کہ کالی مشکاک کی بنا پر جزیرے نہیں بننے میں بیکر بننے سمندر سے انہیں جزیرہ بنایا ہے یقین کیجئے صحرانگھرانے میں۔“

”اتھار اٹیں چلو۔“ الغزو سے کچھ سوچا ہوا بولا۔

وہ بوتل کی طرف واپسی کے لئے مڑے تھے

”کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ترکی کو میری قبہ کا گائیڈ لادو۔“

”ممکن تو ہے۔ لیکن اس کے لئے کھدیں اور قاتات ہوں گے بد وقت لیکن

نہیں۔ پتہ نہیں کس کو کون سا وقت سٹوٹ کرے غالباً آپ میرا مطلب کیے گئے ہونگے۔“

میں کہہ گیا۔ ”الغزو سے گاڑی کے درمیان پہنچ کر تھکا ہوا ہوں۔“ میں نہیں اپنا مطلب کارڈ سے رہا ہوں اور اس کی پشت پر موجود پتہ لکھے دیتا ہوں۔ جب موقع ملے پھلے گا۔“

”جیسے جس کارڈ دکھاؤ گے فوراً پہنچا دے گا۔“

اس نے کارڈ کی پشت پر پتہ لکھ کر گائیڈ کی طرف بڑھا دیا تھا۔

”آپ مجھے جیٹ یا در کھیں گے جناب اور جب بھی اسرار میں گئے آپ کو میری تلاش ہوگی۔“

”اب ایکھا جیتے کیا لانا اور انجا دیتے ہو۔“ بکتے ہوئے الغزو سے

سے بے مد میں ملاحظہ تھا شاید تھانے ہی پر مائلے کارڈ اور تھا۔ لیکن گائیڈ

پیسے پر کھلاے ہوئے انداز میں قریبے ہٹا کہ الغزو سے کہے ساتھ معنی ہائی۔ اور

گائیڈ میں کسٹانی سی بنی جھنڈا رہا۔ الغزو سے کہنا اب بھی اس چوڑی سے دھما

غلو ہوا۔

وہ گاڑی میں بیٹھے تھے اور گاڑی اگلے زمرہ لٹی تھی۔ گائیڈ نے تعاقب کرنے

”اس کے کہی دوسری گاڑی میں بیٹھ کر ان کے پیچھے چلتے دیکھا۔ عجیب سی

مشکابیت اس کے ہونٹوں پر کھینچے گئی اور چہرہ ہونٹ کی علامت کی طرف بڑھ گیا تھا

★

اس دریافت پر کہ عمران راست کو کسی وقت جب چاہا وہاں سے ملک

کیا تھا۔ میرا پانا نے خرابا بنا دیا کہ یہ بھی مجھ پر چڑھ دیتی۔ اور کبھی بھی پہنچ

کر دے تھی۔ پڑھا پڑھا اس کی بیوی اور بیٹی، جسی ان کے گھر سے میں اگلے

ہو گئے تھے۔

کہ کیا دوسرا دے کر کوئی چیز اڑا سکے گا۔ مسٹر پوٹو نے میرا ہاتھ کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہہ دیا کہ مجھے میں چڑھا۔ لیکن وہ کچھ نہ بولی۔

”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ بوڑھے نے غور سے دیکھا کہ میں کہا۔ فرستے چور نہیں ہوئے۔ ایسا صالح جان آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔

ان لوگوں کی موجودگی میں میرا ہاتھ بالکل چپ سلاخی حتیٰ کہ دروازے سے پہلے تو اس پر دروازگی کے دو سے سے بڑے سے تھے۔

”بات یہ نہیں ہے۔ نہیں جبرانی ہوئی آواز میں بول۔ وہ تنہا موزا جانا چاہتا تھا۔ میرا بچہ اتنی حتیٰ کہ وہ بھی اس کے ساتھ جاتے تھے وہ اگر کیا اپنی بات

”سوئے پر۔ یہ نہیں مافیٰ موجب چاہیہ گیا۔

”لوگوں نے اگر کیا اپنی بات پسند۔ مسٹر پوٹو نے کہا۔

”دیکھئے حضرت مراد وہ مذہبی ہوتی تھیں کا آدمی ہے جس کو کچھ بھی سرمیں کاتا دیوں اور میں کے قصے پڑھتا رہتا ہے اور انہیں کے ساتھ اعلا میں عبادت کر کے کی کوشش کرتا ہے۔ مرنے میں کوئی گزرا ہے۔ اس وہ حکم ڈونڈا لگا کر باہر

سب سے شاید۔

”ہاں... بہت تو سچا۔

”مذہب قیسی صدی عیسوی میں کسی دل نے بن کا نام مجھے یاد نہیں تھیک۔ اس کے دس سال تک اس طرح عبادت کی حتیٰ کہ ان کے تانوں پر گرد چھتے جیسے گھاس اگائی حتیٰ۔

”جیسے تو نہیں معلوم کون تھا وہ ولی۔ پو پو بول پڑا۔

”مجھے کوئی دلچسپی ہی نہیں ہے ذہب سے کسی کی زبان ایسے قصے سن کر ذہن میں غور نہ جاتے ہیں۔ ہاں مگر میرا ڈونڈا نے تمام اس کی کیفیت منہ

ہونے کی بنا پر اس کے گرد گھومتے ہوئے میرا ہاتھ کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہہ دیا کہ مجھے میں چڑھا۔ لیکن وہ کچھ نہ بولی۔

”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ بوڑھے نے غور سے دیکھا کہ میں کہا۔ فرستے چور نہیں ہوئے۔ ایسا صالح جان آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔

ان لوگوں کی موجودگی میں میرا ہاتھ بالکل چپ سلاخی حتیٰ کہ دروازے سے پہلے تو اس پر دروازگی کے دو سے سے بڑے سے تھے۔

”بات یہ نہیں ہے۔ نہیں جبرانی ہوئی آواز میں بول۔ وہ تنہا موزا جانا چاہتا تھا۔ میرا بچہ اتنی حتیٰ کہ وہ بھی اس کے ساتھ جاتے تھے وہ اگر کیا اپنی بات

”سوئے پر۔ یہ نہیں مافیٰ موجب چاہیہ گیا۔

”لوگوں نے اگر کیا اپنی بات پسند۔ مسٹر پوٹو نے کہا۔

”دیکھئے حضرت مراد وہ مذہبی ہوتی تھیں کا آدمی ہے جس کو کچھ بھی سرمیں کاتا دیوں اور میں کے قصے پڑھتا رہتا ہے اور انہیں کے ساتھ اعلا میں عبادت کر کے کی کوشش کرتا ہے۔ مرنے میں کوئی گزرا ہے۔ اس وہ حکم ڈونڈا لگا کر باہر

سب سے شاید۔

”ہاں... بہت تو سچا۔

”مذہب قیسی صدی عیسوی میں کسی دل نے بن کا نام مجھے یاد نہیں تھیک۔ اس کے دس سال تک اس طرح عبادت کی حتیٰ کہ ان کے تانوں پر گرد چھتے جیسے گھاس اگائی حتیٰ۔

”جیسے تو نہیں معلوم کون تھا وہ ولی۔ پو پو بول پڑا۔

”مجھے کوئی دلچسپی ہی نہیں ہے ذہب سے کسی کی زبان ایسے قصے سن کر ذہن میں غور نہ جاتے ہیں۔ ہاں مگر میرا ڈونڈا نے تمام اس کی کیفیت منہ

کر دینا ہے کہ وہ معصوم کو شیوں کو بالائے طاق رکھ کر اندھی چالیں جیسا شروع کر دے ہر حال اس لئے اچھے معاملات میں بھی اسے سو فیصد کامیابی ہو تا دیکھتا ہے اس لئے کوئی اہم فیصلہ نہ کر لیا تھا اس شخص طرح تنہا نکل کھڑا ہوا تھا کبھی کبھی جین نے بھی دیکھی تھا کہ عمران نے فضل اس لئے بچت کمانی تھی کہ اسے اپنے ہی کسی سامنے کا بچاؤ کرنا چاہتا تھا۔ مگر جب وہ کوئی تھی فیصلہ نہ کر لیا تھا تو سب ترسنا ہی کسی کیس کو بچانے نکل کھڑا ہوتا تھا۔ لیکن آفرودہ اس بے وقوف عہد کے ایک طرح سمجھا گئے۔

”وہ سوچا اور برسرِ موت رہا۔ میری کسی بہت پرچہ تک ہوا تھا۔ مگر وہ ایک تو دماغی کی بہن سوچا کھڑی اسے کھڑے ہمارے ہی تھی۔“

”اسی فورٹا۔“ جین اشتراک کھڑا ہو کر بولا۔

”ہاں! وہ معصومانہ سمجھ گئی تھی بولی یہ سادہ لوح آدمیوں کو زیادہ بولتے بنانا گمان کی انشائیت ہے۔“

”میں نہیں سمجھا کسی فرق تھا۔“

”پاپا کو یقین آگیا ہوگا کہ ہندی کہانی پر — مجھے نہیں آتی۔“

”یقین تو مجھے بھی نہیں ہے۔“ جین بڑے غصے سے بولا۔ ”میں نے اپنے دوست کامیاب دہرا لیا تھا۔ مگر اس کتاب میں خود میں نے اس عبادت گزار بزرگ کا قصہ نہیں پڑھا تھا۔“

”معاذِ حق سے میری نائی آواز آئی۔“ مجھے اس کا غصہ نہیں ہے کہ وہ مجھے ساتھ کیوں نہیں لے گیا۔ آج مجھے کامیابی میں رکھ کر کیوں پہلا گیا۔“

”یعنی تمہیں بھی دل والے تھے پر یقین ہے۔“ شاید بے حیرت سے کہا۔ ”مجھے یقین ہے وہ جھوٹ نہیں بولتا۔ آنا ہی معصوم ہے تنہا نظر آتا ہے۔“

”کہا یہی سب سے اچھے میں آئے اپنی آنکھوں سے اس نے ادھیل میں ہونے دینا چاہتی کہ کس وہ کسی جانا کہ عہد کے بہتے زچہ چاہے۔“

”کریم بات سے تو ترقی بہا تب ہو۔“ شاید یہ حقیقت سی ہو کر ہوئی۔

”بیٹو براؤ تو کھڑی کیوں ہو۔ میرے پاپا نے کہا اور آہستہ آہستہ چلتی مولی اس کے قرب پر بند ہوئی۔“ جین سوچ رہا تھا کہ پوپو خود دینی۔ ”جھڑی کی طرف زیادہ تو جہ نہیں دی۔ اور میں بھی حواس تندرست ہوئی۔“ اسی وہی قبل اور کلاسیک کمر کھینچنے والی ہرگز نہ دھڑکی۔ اسے اس کی آنکھوں کی فہر آواز کی بکست پسند تھی اور سنواں ناک کے نیچے دہانے کی اٹاوی کلاسیک شرافت کا کیا کہنا۔ اکل ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی خدیوہ مصر کی تصویر میں بول پڑی ہو۔

”دیکھ جیوٹی طور پر تم ایک بہت اچھے ہو۔“ مندر سے جین کی طرف دیکھ کر کہا۔ ”کہہ دینا قبل کہے ہوئے انٹانامہ اس یعنی ہوں۔“

”ہر آواز غماز کی جی نہیں اتنی جلدی پڑا نہیں مان جاتے۔“ جین بول ”تم بالکل پورا ہ کر دو۔“

”جبر تار یہ کوئی مزدوری کام یاد آگئی تھا اور وہ آواز کہہ گئی تھی۔“

”گڑ بڑ دی تم نے۔“ جین نے میرا نا سے شکوہ کیا۔

”میں نہیں جانتی کہ وہ ہماری طرف سے بدگمان ہو۔“ یقین کر دیا ہو۔

”میں اس کے لئے اتنی ہی پریشان تھی کہ تجھ پر سب سے برا اثر کا دورہ پڑ گیا تھا۔“

”وہ اتنا غریب نصیب ہے کہ میں کیا بتاؤں۔“ جین نے ششدری سا لہجہ لے کر کہا۔ ”آج تک میری کسی نے مجھ پر وہ نہ کی۔“

”دل جیوٹا نہ کر دو۔“ وہ معصوم سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔ ”کسی نہ کسی عہد کے نامنا قہار کے لئے بھی جا سکے گی۔“

ماستہ :- "جہین نے جھٹکا کر آنکھیں نکالیں۔"

ہاں کسی بھی عورت کی محبت میں مجھے فیصد مائتا بھی شامل ہوتی ہے اور
عرب خود ملتی ہے تو وہ پچتر فیصد مائتا ہے کہ کی طرف مستقل ہوتا ہے سے لیکن
یقین کر دو کہ پچتر فیصد مائتا ہے کہ باب کے لئے میر بھی رہتا ہے۔

۱۰۔ تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ محبت میں ارتقائیک بھی جیتی ہے۔

یہی سچو

ہمیں اپنے دلوں کا کچرہ اور اسب محبت کا نذر کبھی نہ سو گا میری
تعلیم اس نے مکمل نہ ہو سکر تھی کہ مجھے رہنمائی کے تحت حضرت تھی لیکن یہ لوگ
نارہ مجھے بہت جیسی تھی۔

”میاوس سوہا و سستی غلطی جو، زکے بغیر کسی بہ کی طرف نہیں جھکے گی اس کی مشائی پر سفر ہے۔“

”میرے چوتھائی پر جس کچھ سطر یہ ہے یا نہیں۔“

میرا اصرار تھا کہ اس کو کوشش کر دو۔ میں اس کے لئے بے حد پریشان ہوا۔ یہ لاوارثی کبھی نہیں سے۔ کوئی جانتا کہ اس کی اس شکل کبسی ہے؟
اس کی مطلب +

۳۰ کی مطلب +

”ایڈیٹور محض، ایک نام سے حکام اسے کسی شکل میں پہچانتے ہیں اور اس کے ماتحت کسی شکل میں

”عین میں سمجھیں سمجھیں۔“

• ایک بار مجھے اتفاق ہوا ہے۔ میں بینہ گیارہویں اس کے لیے کوئی کام
 کی کسی ٹکڑی میں کر رہی تھی۔ اس وقت میرے سر پر سوار تھا کہ ایک
 اتفاقاً جاگ اٹھا اور اس نے غور انداز سے دیکھا کہ ہمارے میں کچھ تھا۔

یہاں لاسنے اس سے کہا کہ آپ منہ لپٹ رکھتے ہیں مگر اعلان کرتے ہیں وہ بیٹھ گیا تھا اور بدلتا ہوا اس کو کہہ دیا کہ یہاں بیٹھ گیا تھا۔ نیچے عت حیرت ہوئی کہ خریدہ کسی کو ملاقات بہتہ جبکہ خود بڑا دوست ہے اسی مافوق کے بارے میں سن چکی تھی کہ "اوس" میں کسی سے دوست ہیں ہم تو جہاں چندہ منٹ بعد تو میں بنے ہر دستہ سے ملنے کی مقرر ہو کر ایک ایک گاہک پہنچ کر سے میں ۱۶۱۰ میں احمدی اور مکرانک کے علاوہ

ہیلولائیلا۔ یہ دونوں شہر تباہ شدہ علاقوں میں تعمیر ہوئے ہیں اور وہ اب بھی اسے

اپنے ساتھ لے کر دوسرے کمرے میں چلا گیا شاید کوئی ایسا ہی اہم معاملہ تھا۔

کہ ایڈیٹور، صمدی میں مجھے نظر انداز کر گیا اور اس کے اس سلسلے سے معرفت میں

ای ۱۵ قضاہوں ۴۰

اس کے باوجود بھی اس نے تمہیں مذہب پرستنے پر مایہ

۱۰۔ عہد امت اس کی

کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا ایک بار میں مکتور میں ہی زخمی ہو

سے اپنے لئے دوستے بھی دیکھا ہے۔

”آٹھویں تہا تھا نہیں۔“

”محبوب مجھے نہیں میں نے فقط غم اور

اورت کالائاتی تصور رکھتا۔

کسی دوسری صورت کے لئے بھی اسی طرح رو مڑتا۔"

ہر حال میں اس کے ماز سے واقف ہو تو وہ نہیں ویسے بھی معاف کر سکتا

ہے۔ مطلب یہ کہ تھاماری موت گوارا نہیں کرے گا۔

”یہ حقیقت ہے“

تو پھر میاں کیوں تھک مار رہی ہو۔

”اس نے کہ اس کے لئے کبھی ایک فیصلہ بھی ماننا محسوس نہیں کی لیکن
 صاحب نے پوری پختہ بینی سے یہ کہہ دیا ہے۔ ”وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی
 برنی سکر لائی۔“

”سیریل اب یہ بات سمجھ میں آئی کہ خیر اندیشیوں کو کہ اس قدر محنت و فکر
 سمجھتا ہے؟“ ”جی ہاں، شخص ہی سائنس سے کہوں اگر تیار ہو جائے اسے شہر
 کے غلط کاموں کی آہنی اینٹ لگا کر پکڑ کر بھی کسی حکم کے خلاف کرے تو وہ
 سنا چاہے خود کسی بادل میں مٹے دلا کر دیا جائے۔“

”جی ہاں بات ہے۔“
 ”تب تو وہ نہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔ اسے مکہ لو۔“
 ”میرا ماننا سنا چاہی سنا شافق کو جنش دی۔“



”مرد سے مودب بکھڑا اور بیلاں کو تر تر مٹی پر نچوڑا۔ نہ کچھ ہوتا۔ نہ با
 تھا۔ وہ اس وقت بھی چپ رہا۔ اسی سے جیس میں تھا اور مشورہ دے دیر نہیں
 ہی کہتا تھا۔“

”دیکھو اب اگر وہ دولت سمجھ کر بھی تیار ہے پاس سے تو چلی کر جانے نہ دینا۔“
 ”بہت جبر باس
 ”جانتے ہو وہ کون سے؟“
 ”نہیں باس؟“

”نویس۔“ اسی طرح پر کھلائی ہے۔ لیکن اصل نام یہی ہے۔ وہ اس نے
 ”اس کی سیریت مردوں کی ایک حد سے دور ہے اور یہ بہت بڑی بات ہے۔“

”مردمیروں کے اصل راز میں سے واقف ہے۔“
 ”میں سمجھ گیا۔ باس کیا وہ آپ سے مل سکی؟“
 ”میں! آواز سے پہچانی گئی ہے۔ گئے کچھ کچھ یاد آتا ہے کہ حیز ہاں سے
 سے اس کے کسی قسم کے تحقیقات تھے۔“

”وہ اس کی موت کا انتقام لینے نکلی تھی۔“
 ”ہوگا۔“ ”لیکن وہ اچھی ناک کا سیب نہیں ہو سکی۔“
 ”لیکن باس! وہ کون سا لاپتہ ہے۔“

”تیار ہوئی تھی اس شہوت کھلی فراہم ہو سکا کہ لاپتہ کی تباہی کے وقت
 ”میں اس پر تو دیکھ گئے تھے۔ تیار ہے۔ اسی پر بھی تو سات آدمی تھے۔“
 ”یہ مات تو بہت باس!۔“

”خود نوینا نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ وہ اب اس سلسلے میں یقین کے
 ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتی۔ لیکن وہ نہیں جانتیں مگر وہ جانتی ہیں کہ تباہی کے ساتھ ہی
 مر گئے ہوتے۔ باقی سمجھ رہے ہیں اور وہاں سختی غنی پھیلنے کے علاوہ وہ کون
 تال ہوا نہیں تھا۔ غنی سنی پھیلنے کو شست خون سکتی ہیں بیڈیاں نہیں چاہ سکتیں
 وہ نہیں تو اس کا پتہ نہ ہوتا۔“

”انجلا! حاشا! جو گہرا غور سے جی کچھ نہ بولا
 ”تھوڑی دیر نہ وہ اعزاز سے کی طرف دیکھ کر غور نہ لے۔“ ”مشرق کے زمین ترین
 اور خزانہ کی قرب آدمی کرنی فریاد کی تمہارے تصور میرے انجمن میں موجود ہے۔ اس
 کی آواز کا مور بھی میرے پاس سے لیکن ایک نہ کہ کوئی ریکارڈ نہیں کوئی ریکارڈ نہیں۔“
 ”معتاد وہ دونوں ہیں جو تمہارے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی راہداری کے
 پرانی فرش پر بنے تھاتھا اور آواز کی طرف جلا کر (ہو)۔“ ”غور نہ لے دو۔“

وہیے اس وقت تو اس کی ہر کھلا ہت قابل دیدہ تھی۔ کبھی سر خم کر کے گھٹ
لوٹ بیٹھتا اور کبھی خاک کو دوبارہ اٹھٹ پٹٹ شروع کر دیتا۔ اس عالم میں میرا
"ہاں ہاں"۔

"ارستہ۔ ارستہ۔" وہ دو وار سے ہی پڑ نک کر نولی۔

جیسں اس کی طرف مڑ کر دیکھتا ہوا بولا۔ "چھری چو گئی ہے۔"

"کیا۔؟ کتنی؟"

"جنیں بیٹا اب چہیز؟" وہ اس کے قریب پہنچ کر بستر سے بولا۔ "بہی نہ فرما
"نہیں۔" وہ پڑ نک پڑی۔

"یقین کر۔" میرے سوٹ کیس میں تھا اب ہم ایک دوسرے کو اپنی فریت
سے کسی اطلاع نہ کر سکیں گے۔ "یکہ دیوڑا میرا تھا بہت زیادہ فاصلے سے بھی
دیکھنے کا کام دے سکتا تھا۔"

"اور کوئی چیز نا پس نہیں ہوئی۔"

"ایکے شکا بھی ہیں۔"

"مختبر! مجھے سوچنے دو۔۔۔ پچھلی رات تار یا نے جس کافی پلائی تھی اور میں
نے اس کے بعد محسوس کیا تھا کہ جیسے باگنی مرہ سکون کی لہذا فردوں سے
معدنیت طلب کہ کے اپنے کمرے میں چل گئی تھی۔"

"خدا کی پناہ۔ اب یاد آئے۔" جیسں تیزی سے اپنا سر پہلاتا ہوا بولا۔

"کیا یاد آیا؟"

"تمہارے بڑا جانے کے بعد شام میں بھی۔۔۔ میں بھی۔۔۔ اور۔۔۔"

"کلی بات ہے؟"

"مجھے بھی یاد نہیں آ رہا کہ میں کب سر یا تھا اور کب تار یا گئی تھی۔"

"تو کیا۔ تار یا۔؟"

"کچھ بھی نا محسوس نہیں! میں نے اپنے سامنے کی عیایات پر مل نہ کرنے کی
بنا پر یہ جوت کھائی ہے اس نے یہ کہا تھا کہ بیٹے اسے ڈالیں یہ کسی قدر اعتماد نا کمین
میر ہر حال اس کے اپنے انداز کے مطابق ڈالیں کمزور صاحب کا آدمی ہے پوکھلا
اور باری کے عالم میں وہ دوبارہ اڑا دیا یہی کب پہنچے کی کر کشش کر سکتا ہے میں
نے غفلت برقی اور سارا گیا اب فدا علی طرح پر محسوس ہر ذرا میں اسے کہ ڈالیں اب بھی
ہیں موجود ہے یا فرد ہر گیا۔"

"یہ تو سی صورت میں معلوم ہو سکتا ہے جب ہم براہ راست ان کو گون
سے پوچھ لیں۔"

"نہیں میں نیک دل ہوں کہ صدر نہیں یہ پوچھا پاتا۔ یہ معلوم کر کے بتا دو
تو اس وقت کہاں ملے گی۔"

"اسے تو میں باغ میں ہی چھوڑ کر نکل بن ڈکوسک میں ت بائے صاف
کر دی تھی۔"

"تم نہیں مشر وہ! جیسں نے کہا وہ باہر نکل آیا پھر وہ قریب قریب درختا
جو تار یا کب پہنچا تھا۔ وہ چونک کر ڈی اور ایک بیکس غمزہ نظر آنے لگی۔"

"تمہارے بیٹے جاکر کیا کیا۔ بہت برا۔"

"کلی۔۔۔ کیا کر رہے ہو۔"

"ماؤ دیکھو! ڈالیں جب نہ تو میں موجود ہے یا فرار ہو گیا؟"

"تم کہیں باتیں کر رہے ہو بھگ! ہو گئے ہو کیوں دل دکھاتے ہو۔"

"یہ تو یہ کہنا چاہتی ہو کہ میں کسی مرد سے کہے بائے میں ایسی باتیں کر رہا ہوں؟
تمہارے نے اعتماد غلط میں سر ملایا۔"

تو سنو بیوقوف، لڑکی! ہم یہاں اسی لئے مقید تھے کہ تمہارے بھائی کی حفاظت کر سکیں۔ اس کی جان میں نے ہی بچائی تھی اور اسے گھر تک پہنچا یا تھا۔

”لیکن... لیکن...“

”ہاں ہاں! تم یہی کہنا چاہتی ہو نا کہ اسے بھانسنے والے نے اس کو بیوقوف کر کے کسی دیرین جگہ پر ڈال دیا تھا۔“

اس لئے پھر بطوری طور پر سرکشیاتی جنبش دی۔

”اسے یہ پتا بھی ہم ہی تھے بڑھائی تھی نا کہ تم لوگ مجھے سے تعلق زیادہ پوچھ کر نہ کرو۔ اب ہمارا وقت نہ ضائع کرو۔ ہمارا دیکھو وہ موجود ہے یا نہیں۔“

نہ یہ سبے شہادت دوڑتی سولی کی طرف میں لگی۔ ہمیں بھی آہستہ آہستہ

سی جانب مائل رہا اور پھر محنت کے قریب پہنچی جیسا کہ مٹی اور لٹا کھلے اور

تدبیر و تدابیر سے جاہر کر گئی۔ ہمیں نے حسبِ وقت کئے امتداد دیا۔

”وہ... وہ...“ مارا مارا رہتی ہوئی جی۔ ”وہاں نہیں ہے۔“

جیسے ساکت و صامت کھڑا ہو گیا۔ پھر سر ہلچل میں بولا: ”اب شاید اس

کی تلاش کا بھی پتہ نہ چل سکے۔“ اس نے اسے تھمیر پڑھا پڑھا کر سنے کا اور نہ

صوت خود مارا جسے لگا لگا ہمارا بھی صفا کر کے قائم تھے میرا فلائیر جو کہ اس تک پہنچا

تھا۔ ہذا اب در سب ہمیں ہی جانو۔ میرا تو چل دیکھئے۔“

”نہیں نہیں! اے... اے...“ سب کچھ پاؤ کو پتا دیا۔“

”کیا یہ بتاؤں کہ سے بیک دولی آئی تھی اور میرا تو مدد گشتی مٹی میں چر رہی۔“

برگرم نہیں۔ میں اس قدر تفریق انسان کا دل اپنی زبان سے نہیں دیکھا تھا۔“

لیکن وہ تو تنہا کی طرح چلتی گئی تھی پھر میرا ناگوشی کیا پڑا کہ میرا تو کہ اس نے

لا علم نہ دیکھا تھا۔ یہاں پوچھنے سے سب کچھ ناشتہ اور سوہ سوہ گیا تھا۔ لیکن اس

کی جیرو کو ان معاملات کی ہوا تک نہ گئے دی گئی۔

سنو کی دیر بعد پوچھنے اپنے نا علم کے جانے کا لنگھو شروع کر دیا تھا۔

”ہم کیا کرتے تھے؟ ہمیں ان بد معاشوں کا تعلق کرنا ہے جو دنیا کے سترے سے

میں رہا ہے۔ کالٹ بن رہے ہیں۔ میرے سبب کا جو حکم تھا اسے ہم سہا لائے۔“

اس نے میرے دوامی کو بھی اپنے دے میں کھینچنے سے روک دیا تھا۔

”لیکن فرسٹے ایک دیکھو کہ کتنا کینز ہے۔ پھر یہ سننے کا۔ وہ جیرو کی طرف مڑا۔“

”لیکن مجھے تجھ سے ایسی امید نہیں تھی۔“

”میں کیا کرتی، اس نے میرے کہہ تھا کہ ان بیادوں سے اس میں وہ شیعہ بھی

ہوتے ہیں فرق کے سامان میں تلاش کرو۔ اگر مل گیا تو میں اپنے ایک دوست سے

دباؤ ڈال سکے گی۔ سانی سرحد پار کر جائی گا اور پھر تم کو لڑائی کے سامان میں دوبارہ دیکھ

دیا جائے گا۔ یہ تو میری تالی تھی کہ ان کی تالی میں۔ لیکن ان کا عملی حلال ہے۔“

”لیکن وہ تو سترے میرے تھمیر ہو گیا تھا۔ ناخوشی سے کسی نور حق!

وہ، اسی بد معاش سے رابطہ قائم کر کے ہمیں کھڑو نے کی کوشش کر کے گانا کہ

اس کے کاندھے کے عرض اس کی جہل کبھی جو جائے۔ وہ لاپتہ تھا۔ اسے خدا اب

میں اس کی شکل نہ دیکھوں تو بہتر ہے۔“

نار یا چھت چھت کر دوسے گل نہیں کوئی بھی اس کی طرف متوجہ نہ ہوا

ناز پر بل بوتے ہمیں اور میرا سنا سے کہا تھا۔ اب ہم قدم دوئی تہ بند۔ اس جوت کے

پتے سمجھنا وہ سکو مہا جو وہی کچھ میں آئے کہ وہ کچھ کوئی اعتراض نہ سکا۔“

”جسکے! وہم میں جا بڑے تھے کہ کوئی طور پر یہاں سے چلے جائیں۔“

پھر آہستہ آہستہ کے اندر ہی اندر پوچھنے اب میں اپنی دیں میں بٹھا تھا اور

پوچھا تھا کہ وہ کہاں جا رہی تھے۔“

”سبس... میں فوراً وہ نکلا تھا۔“

”اول درجے کے جھوٹے سر۔“ انور نے اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھا ہوا ہوا۔ ”اور اسے قمر اور نظریں سے گھورتا ہوا۔“

”میں کیا مرنے کی وجہ سے کوئی بھی ایسی جگہ سے بچنے پر تیار نہیں ہوں کہ وہ لگ بھگ پناہ کے تانے بڑے پتے پر عاجزی نہیں دے سکا تھا۔“

”انہیں ہم میں جھوٹو قمر کو بھی آگے میرے پاس۔“

”میں نے سر جاکر اس کے کمرے میں۔“ اس نے پرتشدد نظریں سے

چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”قمر کچھ پریشان سے نظر آتے ہو۔ کیا بات ہے؟“

”آپ سے ملاقات کے بعد سے اب ہر روز گندہ ہی ہے میں میں جانتا ہوں

”کیا بات ہے کسی چھپا بیٹ کے بغیر بناؤ۔“

”میں سب سے پہلے ایک مہر کا قبہ کیا گیا ہے جلا کا پلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔“

”اور... قمر اس کی نگاہ مگر۔“

”لیکے۔ مگر میں جانتا ہوں میرے برقیں کا کیا ہر گز میری موت

میں حاضر اور وہ تمام عورتیں شامل نہیں ہیں۔“ عزت جسنس کرتا ہوں۔“

”ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ اور وہ تھا تھا تھا کیا گیا لیکن تمہارا ہی

اور جب نہیں ملے اس کی وجہ میں خود ہوں۔“

”میں نہیں سمجھا جناب۔“

”میں ڈان انور سے ہوں۔“

”جی ہاں! آپ کے کارڈ پر یہی تحریر تھا۔“

”جانتے ہو جن انور سے کوئی ہے؟“

”یہ تو میں نہیں جانتا۔ آپ نے اپنے باپ سے میں بتایا ہی نہیں تھا۔“

”میں اسے جتنی ہی یاد کرتا ہوں کہ خود چھپو بیٹوں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں

”میں اسے بتا دیتی ہوں۔“

”میں اسے بتا دیتی ہوں۔“

”میں اسے بتا دیتی ہوں۔“

”میں اسے بتا دیتی ہوں۔“

”میں اسے بتا دیتی ہوں۔“

”میں اسے بتا دیتی ہوں۔“

”میں اسے بتا دیتی ہوں۔“

”میں اسے بتا دیتی ہوں۔“

”میں اسے بتا دیتی ہوں۔“

”میں اسے بتا دیتی ہوں۔“

”میں اسے بتا دیتی ہوں۔“

”میں اسے بتا دیتی ہوں۔“

”میں اسے بتا دیتی ہوں۔“

”میں اسے بتا دیتی ہوں۔“

”میں اسے بتا دیتی ہوں۔“

”میں اسے بتا دیتی ہوں۔“

”میں اسے بتا دیتی ہوں۔“

”میں اسے بتا دیتی ہوں۔“

تنبیل کے کچے کچے افراد میں، جو ایک چھوٹی سی وادی میں محدود ہو کر رہ گئے ہیں ان کے پاس ایسے لذائع نہیں ہیں کہ اس طرفت آسکیں صرف سیل کا پرہیز کے دریغ اور چھپنا جاسکتا ہے۔ یقیناً فرما ہے جناب جنت سے جنت۔
سیل کا پرہیز تھا ہمارے پاس لیکن انیسویں صدی کے ساتھ وہ بڑھ گیا۔

کاش کل پڑھت ہی مل جائے۔

”محض پائیلٹ سے کہا جاگا۔“

”اس سے کہ ایک نوپٹر میری دسترس میں ہے لیکن میں یا سیدھے نہیں کر سکتا۔“

”تمہاری دسترس میں ہے۔“ انھوں نے حیرت سے کہا۔

”ہی ہاں،“ وہ بے لگا ایک ہٹا آدمی مجھ پر سر بان ہے۔ عیاشی کی طرف سے اس نے می ٹیرو میں، ایک محادثہ ہوائی سے جو خالی پڑی رہتی ہے اس کی سکیاں میرے ہائی پاس رہتی ہیں۔ ایک طرح سے یہاں اس کی دیگر جعل کر کے مارا ہی جی ہوں۔ ایک نوپٹر سیل کا پرہیز ہے۔ وہ کبھی کسی آواز سے اور کبھی ان میں سے کسی سے نہیں ہے۔ اگلے بیٹے کی عین نارنجی نوپٹر آئے گا۔ میں میں ابھی بہت دن باقی ہیں بہتر دن وہ اچھا پائیلٹ بھی ہے۔ ہم دونوں اس وادی میں رہتے ہیں اور وہ مجھ کو ان بعد پر خالی چھوڑ کر ایک روٹی اپنے ساتھ لے جاتا ہے اور می ٹیرو میں جیٹ کرتا ہے۔
مجھے اس وقت تک وہیں ڈگر پڑنا ہے جب تک روٹی واپس نہیں آجاتی۔

”کا پر خالی چھوڑنا انھوں نے کہا ہے۔“

”مے مفری ہے جناب اور وہ روٹی کی دلا ہی کی کیا ضمانت ہو سکتی ہے۔ وہ مرد یہ دار کے متعلق صاف قید ہے تو میری ضمانت سے اس میں اور نہ دلا ہی لوگ میں وہ یہاں میں جس معاشرہ میں کام تو وہی نہیں کر سکتے۔ لیکن میں خود جانا مناسب

نہیں سمجھتا۔ اپنی اپنی کے ماکلاں کی ہدایت پر جو میں گھنے میٹیرو میں میری ہو کر گئی (مردی ہے)۔

”تو میری کوئی ایسا آدمی دیکھ کر جو سیل کا پرہیز کرنا سکے میں اس سے رہ جانوں گا۔ وہ روٹی کو آپ کے پاس لے آئے گا۔“

”جی خوش کہ دیانت ہے کیا جانوں ایک ہاتھ تانے پر خوشی ظاہر کرنے کے لئے۔“
”کامیاب سے پیسے ہی مار ڈالنا چاہتے ہیں جناب۔“

”انھوں نے جنس پڑا تھا۔“ لائیو کے ”کل دس بیٹے تک“ آپ کے آدمی کو می ٹیرو پہنچا ہوا ہے۔ لائیو کے ”دیسے صرف“ میں منہ کا رہتے ہیں سے نوک پر مل جاتاں گا اور چھ شام تک روٹی آپ کے پاس رہی لیکن یہ بھی بنادیکھ کر مجھ کے لئے وہ ایک بدو پر فعال وہاں رہنا پڑے گا۔

”میٹرو دن۔“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا، مسکایا۔ ”مے نے میں تو بنا دیا تھا کہ تیرہ ہو گئیں ہیں۔ کچھ بعد دیگرے سب انیس گئی اور میں تین دن تیرہ دنوں کا اتنا صاف دنوں کا کہہ دیا وہاں رہا ہوا۔ مگر تیرہ دن میں مجھ نے دے کے گا۔“

”اچھا نوٹ کی رہی۔“ گائیڈ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ کل ٹیک اس کے میٹیرو کے نوک پر اپنے آدمی سے کہہ دیجئے گا کہ چھان کے لئے میرے ہاتھ میں ایک میٹیرو میٹیرو گا۔

”وہ یہ کہہ۔“ انھوں نے دونوں کی ایک گڑی حبیب سے نکال کر اس کے سامنے ڈالتا ہوا بولا۔ یہ صرف بات یہی کہنے کا معاہدہ ہے۔

”محض۔۔۔ صرف۔۔۔۔۔ بات یہی کہنے کا معاہدہ ہے۔“ گائیڈ بولا۔
”ہاں۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔ کیا سمجھتے ہو۔“

”تب تو جناب وہ سراپہ وار مجھے اس وقت بالکل گنگائی نظر آ رہی ہے۔“
الغزوہ سے قہقہہ لگاتا ہوا اٹھ گیا۔

★

الغزوہ کا پائلیٹ بالکل ٹینک وقت پر ہی فیروزہ پا تھا۔ اس سے کاغذ
کو ذرا بچوں یا کیونکہ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا گول بندوق دیا ہوا تھا۔

”تم ہی جانتے ہو۔“ اس نے قریب پہنچ کر کہا۔

”اور تم کھیتان کے پہلی پائلیٹ ہو۔“

”عام ٹینک کیجئے۔“

”کوڑو۔۔۔ وقت ضائع کرو۔“ کاغذ اُگے بڑھتا ہوا بول۔

وہ اسے ایک بڑی محارت تک لایا تھا جس کے سامنے کے میدان میں
ایک سیل کا بڑا دروازہ ہی سے دکھائی دے رہا تھا۔

”فریڈمن سے ملنے والا معلوم جتنا ہے۔“ پائلیٹ اس کے قریب پہنچ
کر اٹھ و مستر کرتا ہوا بول۔

”ایسے کاموں کے لئے ایسا ہی ہوا چاہیئے۔“ مالک نے خصوصی ہدایت کے
ساتھ فرمایا تھا۔

”کیونکہ وہ ان کی ہوگی؟“ پائلیٹ سے پوچھا۔

”کھیتان نے تو یہی کہا تھا۔“ تم جابو تو دس چندہ منٹ آرام کرو۔

”اس سے کیے کرنی پڑے گا۔“ بول چلتے ہیں۔ ”کہہ رہا ہے۔“

”میں خال کی طرف پھر جاؤں گا۔“ بول چلتے ہیں اس کے مطابق پچھتہ ہوتا۔

”اس کی نظام ٹینک ہے۔“

”ٹینک کرو۔“ مجھے تو یہ سب بتانا نہیں ہے۔“

پائلیٹ نے ہر طرح اطمینان کر لیے کے بعد جون اسٹارٹ کی تھا اور پہلی
کو پڑاؤ پر اٹھتا چلا گیا تھا۔

فریڈمن کے قریب سے گزرتے ہوئے کانڈا نے ایک جگہ کہا۔ ”مغرب کی طرف
جیتا نہیں دیکھی تھا۔“

پائلیٹ نے فوراً ہی رخ بدلا تھا۔ پھر وہ جس منٹ کی پرواز کے بعد پرواز

کے رخ میں پھر مدبل کی تھی اور وہ پہلی اور دوسری ٹینکوں سے ٹکرائی ہوئی ایک سیل تک

کے اوپر پہنچ کر انڈین لے کر گئے کو کہا۔ ”آہستہ آہستہ پیچھو اور آگ کا کاربائی کا پڑ

زمین سے ٹک گیا۔ گائیٹ نے انہیں نذر کر دینے کا اشارہ کیا اور خود پیچھ کر دیا۔ اس

کے بعد اس نے پائلیٹ کو اس کے اشارہ کیا تھا جب وہ پیچھے اتر آیا تو گائیٹ نے

کہا۔ ”اس منٹ میں تائیس مینٹ اس کے بعد تھوڑی دیر پہل پھینا جائے گا۔“

پھر پائلیٹ ایک طرف پیچھے ہی بدل کر آگ کا ایک گائیٹ لے اس کے قریب پر

ایک دور اور گئے۔ دیدہ اس کے لئے تیار ہیں تھا جبکہ وقت کی تلاشیں کیا گیا۔

پھر آخری رہا تھا کہ گائیٹ کے کٹ کی اندوہی صیبت سے پستول نکلا۔

”گٹ۔“ کیا مطلب ہے تھوڑا۔“ پائلیٹ فیصلے پہنچے ہیں چنا۔

”میں فرسے کہہ رہا ہوں۔“ جگہ قریب صیبت کھٹانا چاہتا ہوں۔“

”تھوڑا۔“ فریڈمن نے۔“ پائلیٹ ایک ایک خود وہ نظر آئے لگتا۔

”تھوڑا سے اسٹیر کی تباہی کاؤسے دار۔“

”اے۔“ لیکن۔“

”کچھ مدت تو جو میں کہہ رہا ہوں اسے منہ۔“ میں نہ لوگوں کا دشمن نہیں ہوں۔

تبدلی زندگیوں تو میری سستی میں نہیں۔“ اسٹیر تو اس وقت بھی تباہ ہو سکتا

مناصب تمام سب قریبی سے مہبت و دوستی کے پانی میں جوتے افراد کے اس وقت بھی غم کر سکتا تھا جب اس سے معاملت کے کہہ رہا تھا۔ غالباً انہیں وہ عورت یاد ہوگی جو تھوڑی سی مدت میں گس کر چلی ہوگی تھی۔ شاید انہیں علم ہو کر اس کے ایک بازو سے ایک زبردستی سولی نکلی تھی۔

پائیلٹ نے تیزانہ انداز میں اُسے دیکھا۔

”وہ خواہ مخواہ تپتی ہیں، کوئی سختی کا نشانہ نہ دلا۔“ حالانکہ اس کا ان معاملات سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس کے بازو سے نکالی جانے والی سولی جہان میرا بھی ہو گئی تھی لیکن میں نے اسے گواہ نہیں کیا۔ صرف تھوڑی سی منزلہ سے وہ بدترین عادیوں خود بخود خشک ہو جائے گی وہ تباہی سے اس کو جیسے متعلق کچھ تانا چاہتی تھی تم سراج۔ بے ہوش کے کہ اسے ہم ہیں کوئی۔ اچھا یہ بھی سنو۔ ہمارا تعلق اسی ملک کے دفاتر میں ہے جہاں کے لئے ہم لوگ اس طرح اسٹاکسٹ کرنا چاہتے تھے۔“

پائیلٹ کی زبان نہ بولا۔ گائیڈ کتاب پر یہ تم لوگ خود اپنے آدمیوں کے لئے کتنے درندہ ہو یہ بھی نہیں سے پوچھو۔ تم نے ان دفعیوں تک کرنا شروع کر دیا جو ڈوبنے کی ایک سیڑھی میں زخمی ہوئے تھے اور جہاز کے ساتھ طرق پر چلنے کی کہانی کرنا ڈالی۔ لیکن احمد دیکھو۔ ہم نے یہ بدیہی غیبتوں میں تک کر رہے ہیں وہ۔ اچانک پائیلٹ چھٹ چھٹ کر رونے لگا۔ دونوں ہاتھوں سے ترسپایا تھا اور گھٹنوں کے بل گر کر رونا رہا تھا۔

”میں جانتا ہوں کہ ابھی قبلہ خیر مر رہے ہیں جو ہم مجبور ہو۔ تبیں تانہ لیک میلا کر کھاس دھندے سے نکالایا ہے۔“

”یہی بات ہے۔۔۔ یہی بات ہے۔“ پائیلٹ سسکیاں لیتا ہوا۔

”ہم نے ڈالنی کو بھی نہیں مرنے دیا وہ ہمارے پاس محفوظ ہے۔ اس وقت

خیر پر کوئی بھی نہیں تھا۔ جب وہ تباہ ہوا تھا۔ دہرہ ہونا تو یہی چاہیے تھا کہ تم سب بڑی ہوجاتے۔“

”میری بھگ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں۔“

”جیسے صرف۔“ یہ لادو سے عرض ہے میں اسے اٹھا لیا ہوتا ہوں اس کے لہو کسی کے جسم پر مکی سی فرش بھی بڑا شگفتہ دکھوں گا۔“

”خدا کی قسم میں جانتا کہ وہ کہاں ہے۔“ پائیلٹ بے ساختہ بولا۔

”پائیلٹ مہر بارہ سے واقف ہو۔“

”اور کسے سارے پوچھیں گے آگاہ ہیں وہ سرے کسی زمین کے کسی پورسٹ سے واقف نہیں۔“

”اچھا تو کسے پائیلٹ مہر بارہ تک سے پوچھو۔“

”مرد سے پہلے گا۔ تم نے میری آنکھیں کھولی دی ہیں، ان میر آدمیوں میں

کے کوئی بھی نہیں مر رہا تھا سب زخمی تھے۔ لیکن انہوں نے کسم سے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور ان کی وہ نہیں خالی کر دی گئیں جو بھی اس کے لئے تیار نہیں تھے۔ لیکن خود ہی تھی۔ ہم جب کسی کی طرح موت کے گھاٹ اتار دیئے جاتے۔“

”میں جانتا ہوں۔ جیسا کہ۔“ گائیڈ نے پستول صیقل صیقل میں دیکھتے ہوئے کہا۔

”اس کے بعد میرا کیا مشہ ہوگا؟“

”تم جو یا ہو۔“

”میں دیکھ رہا ہوں کہ تم مجھے مار ڈالو یا ان کے دو بھر بیٹنگ سماتیں لگے چلا جاؤں گا۔“

”آؤ اس کی کوئی لگے۔ دہرہ مار ڈالو میرا شیوہ نہیں ہے۔ اسی وقت جہان سے مارا اسوں صیقل خود میری زندگی خطرے میں پڑ جائے۔“

وہ بیل کو پڑھیں آئیے اور پرواز دوبارہ شروع ہو گئی۔ پانیٹ اب
اپنی مرضی سے میل نہ تھا۔

”میرا خیال ہے کہ کسی ایسی جگہ لینڈ کرنا جہاں سے ہم بیل جا سکیں اور
اسے کافی کھانا دے دیں۔“ کانیٹ نے پانیٹ سے کہا۔

”پانچواں باب کے پہلے پتے کے علاوہ اور کبھی بھی لینڈ کر سکیں گے
اور ان سے کہہ دو کہ بیل کی حالت تکسیرت کیسے ہے۔“ اس وقت اس
ہی سترہا ہے اور حالت کی تفسیر بیل کے لئے ایک گونا گویا دوسرا آدمی سے
لے کر نہیں چھاننا ہے۔“

”اور اس کے ساتھ ساتھ پانیٹ کے گلے میں چھپنے میں اس کا ہنس کا غور
ہو گیا اور اس کے کوسے لیکن میں اس سے لا غور کیا جاتا ہوں کہ باس کب
کہاں ہو گا صرف انفرز سے اس کی تمام گاہ سے واقف ہوتا ہے۔“

”اچھا تو تم ایسا نہ کرنا۔ بیل پتہ پتا نہ کر میں کہوں۔“ اس طرح میرے ہاتھ
پست پر مارا۔ وہ دینا اور ہم حالت کی طرف چلے جا رہے تھے۔ اس پتہ پر پہنچنے کے بعد
کہنا کہ انفرز سے کتنا تفسیر جواب ہو گیا ہے۔ اس نے اس نے اس آدمی کو روک دیا۔ سن
آپ کے پاس مجھ اور آپ سے اس وقت تک نہ دے کہ وہاں تک کہ انفرز سے کو
پیغام آپ تک نہ پہنچ جائے۔ کیا ہے۔“

”اچھا۔“

”بس میری کچھ باتوں کا۔“

”اور اسے اس کا پانیٹ بھی کر دیا۔“

متوکی دیر بعد بیل کو پڑھنے لینڈ کیا تھا اور پانیٹ نے سب سے پہلے پتہ لینڈ
کی روایت کے مطابق اس کے ساتھ پانیٹ پر ہاتھ سے کسی صورت میں تم کو بندش تھی۔

میرزا بیل کا پتہ سے انکر وہ اسے ایک جانب سے چلا تھا لیکن اسے ہتھ سے
لینڈ پتہ پتا رہا ہے ہی دیکھ جیسے بیج بیج گوارا کر کے لائے ہو۔“

دوسرا پانیٹ چلتے چلتے رک کر روک دیا کہ پتہ پتا تھی تو بہت دیر
سہل ہے۔“

”میرزا... کیا بات ہے؟“

”لانا کہ پتہ پتا کا تفسیر جواب ہو گیا ہے لیکن میں اس کے پہلے پتہ پتا رہنے
سے قبل کہ میں اس کے پتہ سے لا سکیں۔“ اس نے اس سے کہا کہ دینا چاہیے تھا۔
”اچھا تو پتہ؟“

”میرزا اسے شے میں بھٹکا کر سکتی ہے۔“

”کیا یہ سہل پتہ اس کی۔“ اس کا وہ اس سے اتنا قریب ہے کہ وہ بیل کا پتہ پتا
سب سے سنا۔“

”یقیناً جواب۔“

”اچھا تو پتہ پتا کہ یہ واقعہ خلاف معمول ہے تو وہ بیل پتہ کی طرف آئے کے
کے لئے نکل پڑا۔“ اس نے کہا۔
”اور یہ بات ہے۔“

”لینڈ پتہ پتا کہیں چھپ کر کچھ دیر انتظار کریں۔“

”میرزا اس کا جواب۔“ پانیٹ نے کہا اور وہ ایک ہنس پتہ کی
روایت میں پتہ پتا۔ پانیٹ اب بھی کالی کی کھڑی دیکھے ہار پتا تھا۔ لیکن اس وقت
کہ وہ اس کے باوجود اس کی اور اس سے نہ نکل رہا۔ پتہ پتا پتا پتا۔

”ناگھن...“

”میں نہیں کیا۔“

وہ پڑا ہوا غیر بارہ میں موجود نہیں ہے۔ ورنہ اتنی دیر نہ لگتی کہ وہ لڑکا اور پہرہ آدمی تو غیر سننے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا۔

میری داشت میں انبیا اس کی معرفت تھیں رہی کہ انبیا کے ہاں تربیت پر بندھے رہیں۔ وہ گونا گونا گویا حسی حدود سے کم از کم میرے بس کا تو وہ نہ بنیں۔

”اچھی بات سے تو یہ گناہ پریشان کیا اور اس کے دوقس باخود سہارا
آندا اور گنگے دہلی پہنچ کر کھینچ کر لے گئی تھی پانیٹ پر تیرہ گیا اور گائیڈ
چیک کر لیا، یہ اس بندش کو کمال ہے۔“

مچرہ دو بارہ میل پڑے تھے۔ ماسکو بلدیہ سے بڑ گیا۔ چلی عمارت سلسلہ
مختی وہ آگے بڑھتے رہے۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ یہ دروازہ داخل ہونے
ایکے قصبہ کو کہ انڈو گورنمنٹ گریجری سی جی۔ لیکن شائع عمارت میں کوئی
تھالی نہیں جو اس طرف توجہ دیتا۔ مچر ایک جگہ جاکے انیس رنگ مانا پڑا سنے
ہی فرق پکڑی اوندھا چلا تھا۔ گائیڈ نے جھپٹ کر اسے سیدھا کہی ہی متار پائیٹ
بھلا کر بولا : "ٹائیٹل لیکن تم نے تو کیا تھا۔"

”میں نے شے ٹیک کر کہا تھا۔ گائیڈ اس پر ہلکا ہنسا ہوا۔ ”میں اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ چکی ہے اور میرے سولہاتے کے جراثیم نہیں دسے سکے گا۔ بدبخت آدمی۔“ ۱۰ دسمبر ۱۹۵۱ء میں کرسی کا ٹکڑا ہوا تھا اور چاروں طرف دیکھتے دیکھتے اس کا بقول بھی جوتڑے سے ٹک گیا تھا۔

”کہیں تم چھین تو نہیں گئے ہیں یا جمع میں؟ اسے مار ڈالنے کے بعد فرار

بڑی سیکر پرائسٹ غیر بارہ کا نام میں نے اسی کی رہائی سنا تھا اور شاید اس نے
 بتایا تھا کہ پرائسٹ کا علم تبار سے یا نور سے کے علاوہ اور کسی کو بھی نہیں ہے۔
 خداوند!... میرے ساتھی اب خطرے میں ہیں۔

”ہر روز اس پراخت کو خالی کر گیا۔ قواسم معلوم ہوتا تھا کہ ”پائیت“
دو تین جانب مڑتا ہوا بولتا تھا۔ قاسم کے پیچھے چل رہا تھا۔ ایک کسے میں داخل
ہو کر پائیت بولا۔ بلاشبہ پائیت نمبر بارہ ویران ہو چکا ہے۔ یہ دیکھ کر اس
نے سامنے والی دیوار کی طرف اشارہ کیا تھا۔

ہمسفران کیوں؟

”اس ویسا پر لاسکی کے آلات نصب تھے جنہیں نکال لیا گیا ہے اس کا مطلب یہی ہوا کہ اس ریپو انٹ چیشہ کے لئے دیمان ہو گیا۔“

”اودھ۔ دھوکے انداز میں... اس کو تو مار کر بے لکڑی کرنا چاہتا ہوں اور دھوکے کی طرف خواہش بھر یک ایک اس نے دوڑنا شروع کر دیا پانکھٹ اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔“

حکومت سے مل کر وہ اپنی بیوی کی طرف روانہ ہوئے۔ پہلے بارہ سو تھے۔ گائیڈ کی
مدد پر خاصی تیز رفتاری سے لیکن بائیں طرف کا رخ کر لیا۔ حال ہی میں وہ ایک بیوی کی طرف متوجہ ہوئے۔
وہ جیسے دم بدم کر کے اٹھا۔ وہ ایک کاناڑی تھی۔ گائیڈ ٹیٹ کر کے کہتا تھا: "اس سے
قریب پہنچا اور صدمہ کرائے کسی نیٹے سے پہنچے کی طرح اٹھایا۔ اٹھا اور کاناڑی سے
پراڈاں کر لیا۔ یہی طرف دوڑنے لگا تھا۔ اس نے اسے اس بار دوسری ہیٹ
پر ڈالا اور خود بائیں طرف سے مل گیا۔ لیکن وہاں کتا چلنے کی طرف لگے تھے اور میری
تیزی سے خاصا بند ہوتا چلا گیا تھا۔ خود بائیں طرف سے پہنچا۔ یہی طرح دوسرے بار
متناسی کی طرف لیکن تیز رفتاری سے وہاں گائیڈ سے بائیں طرف کرتے ہوئے ہی محبت کا

نجات دے رہا تھا۔ نایت غامض سے اسے دیکھتا اور ہنستا رہا۔

”میں اب لکڑی کی طرف جا رہی ہوں۔“ گائیڈ وہ سے بولا۔ میرے ساتھی سخت خطرے میں ہوں گے۔ ڈائیٹ نے تو اپنے ہپ کو بھی دھکا دیا۔ اس نے اپنی گردن بچا لیٹھ کے لئے میرے اور میرے ساتھیوں کے بارے میں کہا کہ اسے باس کو اطلاع دی ہوگی لیکن تم نے دیکھا کہ پہلے تو ابھی مار ڈالا گیا۔

پائیت کچھ نہ بولی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے غلغلہ ہو گیا ہو۔ سیل کا بڑی رفتار سے تیز تر جاتی جا رہی تھی اور لاری کی ہتھکینیں ٹپکتی رہ رہا ہی تھیں۔



گڑی کے جھرنڈوں کی بستی دیکھ کر جیس ڈنگ رہ گیا یہ جھرنڈوں کی بستی محض یا کوئی ڈال ٹاڈوں تھا۔ علامت لکڑی ہی کی بانی تھی لیکن عجیب تھیں اور ان کی پتھریں ٹکڑوں کی شکل میں اوپر اٹھتی تھیں کئی تھیں۔ دور سے دیکھنا تھا جیسے جلیے شاد مندرہ کی بستی ہو۔

بستی سے کچھ سی دور میرا ہانسنے گاڑی کو آتی تھی اور پلوئے سے کہا تھا وہ، نہیں وہیں، زار کو فوراً پس ہو جانے اسی نے فرمایا کہ کچھ میری کیا تھا اور ناموٹی ہی سے گاڑی موٹی تھی۔ میرا ہانسنے فرسے دھکے ساتھ دیکھ رہی تھی جب گاڑی طرلوں سے اڑھل گئی تو میرا ہانسنے کو ابھی ٹکڑے آئی جہاں وہ ایک جہاں کی دھڑ میں ہو گئے۔ بستی سے کوئی آہٹیں نہیں دیکھ رہا تھا۔

”میرا ایک آپ صاف کر دو۔“ اس نے جیس سے کہا اور وہ دریا ت

کرے پر رہی۔ اس کے پیر میں اس گھر میں داخل نہ ہو سکوں گی جہاں پہاڑ میں سے تم جاؤ تو اپنا میک آپ برقرار رکھو۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ بات جیس کی کچھ میں انکی تھی اور وہ اس کا میک صاف کرنے میں بیٹھ گیا۔ اس میں مذکور وقت صوف ہو تھا کہ نہ پلاسٹک میک آپ تھا۔ پھر میرا ہانسنے اس کے محل میں مدنی کا ٹکڑا لٹا دیا تو وہ میرے ک مہدی کے صاف کتی رہی تھی ساتھ ہی وہ ہمیں کو تائی جا رہی تھی کہ وہ کس دھڑ کے ساتھ قدم کوڑے گی اس کے یہاں کے مطابق اس کا ایک پی سولیس کی ڈکٹیز شپ کے ڈیسے میں اپنی سہی سمیت اس کی طرف فرار ہو گیا تھا کہ وہ ایک ممبریت پسند پارٹی سے تعلق رکھتا تھا اور پارٹی رہا ہی خود یہ مہتمب ہو کر اٹھ گاؤں نڈ پر تھی تھی چر جب اس باواں کے ارد گرد نے ہنڈ سولیس کے بڑی سس کن ڈی اور نہیں۔ بھی سوس برا کھاب کیا ہونے والا ہے تو وہ اس جھٹھ مڑ کے خلاف پرو پگنڈہ کرنے نکل کھڑے ہوئے کام پر شیدہ ہی طور پر ہر جا رہا تھا۔ لیکن سرکاری فکرمعناطسانی جو عملی طور پر براہ راست سولیس کے حاد میں تھا، ان کے قیاسے چر گیا۔ ایسے ایسے مقام ہونے تھے ان سے چاروں پر کہ زمین و آسمان کا نہ اٹھتے تھے میرا س کا چارو چکی دونوں ملک سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے تیسری ڈنگ کے آٹھام پر جب آٹھاموں کے ٹائی کو اپنے کٹرل میں لیا تو وہ دونوں واپس آگئے تب سے وہ اسی بستی میں فرار گشت تھے لاڈلے تھے اور بڑے سے بچے تھے میرا ہانسنے اپنے اس رشتے دار کے بارے میں اپنا لاکھ نہیں بتایا تھا۔

اس کے دوستوں ملک سے ملا تھا۔

بر محل دہان سے اٹھ کر وہ دونوں بستی میں آئے تھے میرا ہانسنے بھی یہاں آئی رہی تھی اس نے سیدھی وہیں پہنچی تھی جہاں پہنچا جا رہے تھے۔

س کے یہ دونوں رشتہ دار اسے مدغوش افلاق ثابت ہوتے جس کا تعارف اپنے ایک اچھے دوست کی حیثیت سے کرایا جو مرقع سیاہی سارکش سے آیا تھا اور اس کی رقم سے میں دین بکھتا تھا۔

وہ رات انہوں نے پڑ سکون اور مدغوش ماحول میں گہری سنی میرا بنا کا بچا جس کو سولہ لپنی کے دور کے جبرن تعداد کی دستا میں سستا دیا تھا اور دوسرے دن وہ بستی کی میر گئے تھے میرا وہ ہر گز کھانے سے وقت کر کی طرف واپس ہی ہو رہے تھے کہ انہیں بائیس باد مادی اور سٹی پولیس واسے دکھائی دینے لگے ساتھ بڑھا پڑا بھی تھا۔ پونہ کی نظر میں پر پڑی تھی اور اس نے جھک کر اس کی طرف ہاتھ اٹھایا جس پر کھڑا تھا انہوں نے بڑی بھرتی سے میرا لہ لکھتے تھے اور ان دونوں کا شانہ سے کرکھڑے ہو گئے تھے۔

”چپ... چلیں!“ جیسی بولا۔

”ہرگز نہیں!“ میرا بنا بولی۔ ”یہاں اسکا آدمی معلوم ہونے میں کاش تم نے بھی اپنا میک اپ صاف کر دیا ہوتا۔ پونہ نے تمہیں ہی چھایا ہے۔“ وہ نشانہ لے ان کی طرف بڑھے آ رہے تھے۔ اور یہ دونوں ٹرک لگے تھے۔

”عدوت وہ نہیں ہے لیکن وہ بھی ہے۔“ پونہ قریب پہنچ کر پولیس حائل سے بڑھا اور جس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ”تم لوگ بھی ہاتھ خود سری تر کے بدحاش ثابت ہوئے ہو۔“

”آپ کو غلط فہمی سہی ہے معزز بزرگ۔“ جیس بولا۔

”بھو اس بند کر، ایک پوسٹ والا دھاتی، چپ چاپ ہمارے ساتھ چلو نہ میں تو مادی جاسے گی۔“

”اس کے باوجود بھی یہ وہ عدوت نہیں ہے جو میرے ساتھ معزز پونہ کی جہان میری تھی، جیس جتنا کرولا۔“

”کتنی بھی ہراسے سے بھی چلنا چاہے گا۔“

جیس نے کہا تھا کہ وہ قانون کے نام پر ان سے ضرور تعادل کرے گا لیکن وہ دلی سے اپنا سامان تو اٹھا لے جہاں ٹھہرا ہوا ہے لیکن ایک بیس سی گئی تھی۔ وہ جی سے باہر ایک جگہ لانے لگے تھے جہاں ایک مائیک وہس کھڑی سہی تھی ابھی میں سے ایک آدمی بس ڈرائیو کر رہا تھا۔

میرا بنا میں کے بل پر ہی گم ٹیم بیٹھی تھی گاڑی نے شاید ایک ڈیڑھ میل کا ماسٹ کیا تھا کہ ایک پہلی کو پڑ چٹکا ڈاتا ہوا ان کے اوپر سے گزرا گیا اور شاید وہ چٹا تھا اور اس نے ٹیکس میں کے اوپر ہی اوپر پوزیشن میں کر دی تھی۔ سیاہیوں کے چہرے پر جھلکا ہٹ کے ناظر آئے تھے۔ ایک نے چھوٹی کھڑکی سے باہر نکال کر اوپر بکھا تھا اور گدی سی گئی وہ تھی۔

”ڈرائیو نے چی کر کہا۔“ کیوں بگاس کر رہا ہے کہیں بڑا آدمی خود ہی نہ ہو۔“ اس نے جیسٹ کو کھڑکی سے سر اٹھ کر لیا۔ میرا بنا نے مٹی جیز نظروں سے جیس کی طرف دیکھا تھا اس نے سستی سے ہونٹ بیچھ لئے پھر میرا بنا کی طرف ٹھک کر ان میں جینے لگی تھی۔ ”ہم وہ نہیں۔ جو باہر سے نظر آتے ہیں جڑا آدمی یہی بت جیسے چھڑے آدمی نہ جانتے ہوں۔“

ان کے قریب بیٹھے ہونے چاندی سا بھی انہیں گھونٹنے لگے۔

”مرد وہی ہے۔“ ڈرائیو نے چی کر بولا۔ ”یادیت گاڑی روکنے کا اشارہ کر رہا ہے۔“ شانہ سے دائرہ اور کراس بھی شامل ہے ہمارا مخصوص نشانہ۔“

یہ فرمایا ہی نہیں کہ ایک بیک ہم تک کیسے پہنچے تھے۔

”پوائنٹ نمبر بارہ سے سیدھے لنگر کی طرف پرواز کی تھی۔ پلوئس کے گھر پہنچا
مناظر معلوم ہوا کچھ پولیس والے آئے تھے جنہوں نے بورڈ کے گوشہ کا حکم کر تم دو گوں
کے لباس میں پوچھا اور پوری معلومات حاصل کر کے اسے بھی ساتھ لے گئے تھے۔
اتفاق سے پلوئس کی بیٹی کو تفصیل یاد رہی تھی درندہ تو گوں تک پہنچا دشووار ہوا مائیکل
پلوئس کا گھر ڈانٹا لیس کے انجام سے بے خبر ہے۔ اچھا ہے وہ یہی سمجھتے رہیں کہ ان کا
بیٹا زندہ ہے اور ملک سے باہر چلا گیا ہوگا۔ مجھے ان دو گوں سے پوچھ رہی ہے۔“

”لیکن آپ انڈیا واپس ہی چاہتے نہ ڈال سکے؟“ جیمز بولا۔

”بھئی نہ کبھی تو چاہتے تھے گا۔ اور میری اب میں عالم ہے۔ سخت یا خیر نہ پوائنٹ
نمبر بارہ قلاب پریش کے سنبھلے دیوان ہو چکا۔ وہ اور حکمران بھی نہیں کرے گا۔“

”دفتر نمبر پانچا پچھی؟“ اسے بڑبڑا۔ اب اپنی بریبری ختم کرو۔ ورنہ میں پتھروں
— سے صحت شروع کر دوں گی۔“

دونوں ہنس پڑے تھے اور عمران نے اٹھادی میں کہا تھا۔ ”مجھے افسوس ہے
بے بی کہ بات بات پر دھسپ ہو جلتے کی عادت میری عظمت ٹانہ بن گئی
ہے۔ اب امتیاد کسی جاسے کی کیا تم نے اچھی تک مجھے معاف نہیں کیا۔“

”اگر سے مت بولو۔ وہ جھٹکا کر چکی تھی۔ اور پھر رونے لگی تھی کسی خفیہ سی
پٹ کی طرح جس کی پٹے میٹھے میں اپنے گھر والوں سے پچھو کر دوبارہ آئی ہو۔“

اور جیمز اس طرح اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ رہا تھا جیسے اس وقت ملوں
کی شکل دکھائی دینا ہے جیڑھ دی ہو۔ وہ ڈرنا کی حالت میں عجیب تھی۔ اس کی کچھ
میں نہیں آ رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ وہ کس طرح خاموش ہو گئی آخر
”جیمز بولا۔“ میں نہ کہتا تھا کہ یہ ہو کر رہے گا۔

”کیا ہو کر رہے گا۔“ عمران نے ناخوشگوار ہنسنے میں کہا۔ اب وہ اٹھادی میں
میں گھنگو کر رہے تھے۔

”یہی کہ آخر تک تک پہنچے پھر یہ گئے۔ میں نے میرا ناکوتا دیا تھا کہ اب
کے قبیلے میں شادی کس طرح ہوئی ہے۔“

”تو کیا پلوئس کی فریاد ہے ان رسومات میں۔“

”تم چپ رہو۔“ جیمز جھینگے۔ ”دفتر وہ روتے روتے چلی۔ ورنہ میں تمہارا
سر چھوڑ دوں گا۔“

”میں عرب ہوں مگر تمہارے یہاں سر چھوڑ دینے سے شادی نہیں ہوئی۔
پچھلے لاکھ کے حالات کے دھجروں تکمن گانا پڑا ہے۔ تب کہیں بات بنتی ہے۔“

”تم کیوں کہیں اس کے بارے ہو؟ عمران نے تکیں کو دکھا دیا۔

”تو پھر نہ ناکوں نہیں بند کرتی۔“

”درم سے مطلب؟“ وہ جھٹکا کر بولی۔ مجھے یاد کر یہ اپنی زبان میں کیا کہتا رہتا
تھا۔“

”جی کہ۔۔۔۔۔“

”اور پھر عمران کو ایک بار پھر اٹھادی میں اپنی روحا و دہرائی پڑی تھی۔

”تم بہت زیادہ تیزی دکھا رہے ہو۔“ وہ بلا کر بولی۔ مجھے ڈر ہے کہیں مڑا کر
زکھا کر۔“

”جب سے پیدا ہوا ہوں تنویر میں ہی کھارہا ہوں۔ لیکن اچھی تک تو میری
صحت پر کوئی برا اثر پڑا نہیں۔“

”یہ لگا۔۔۔۔۔ بہت بڑا سا کر ہے۔“

”ہوگا۔۔۔۔۔ دیکھیں گے۔۔۔۔۔ ابھی تو وہ پوائنٹ نمبر بارہ کو تباہ کر کے ہوا گئی۔“

نکلے۔

”ڈٹا لیئے تھے خواہ مخواہ اپنی جان دی۔“

”بہت زیادہ مایوس ہو گیا تھا مجھے تو یہ ہے کہ آخر کار تم بھی کہیں ہی نہ کرو۔“

”میں نہیں آگاہ کئے وقت ہوں اگر اب تم نے مجھے اس طرح پریشان تو یہی کر لگی۔“

”تو تو انکس بے رحم ہرگز میرے ساتھ رہ سکو۔“ دونوں مارے جاتے گئے۔

”اب دونوں مارے جاتے ہیں یا نہ مارے جاتے ہیں لیکن میں میرے سر

چاؤں گا۔“ جیسے بولا۔

”آج صحت تو بہت بہتر ہوئی کہ کہانیں گئے۔“ جیسے جیسے کہ میرے ناچنے کی حق۔

اب شاید اس کا وہ کسی قدر ٹھیک ہو گیا تھا۔

”اب بھی کرنا تو تاکہ اس تکلیف سے نجات ملے۔“

”سوال تو یہ ہے کہ اس وقت ہم جاتے گئے کہاں۔“ اندھیرے میں جیسے تبدیل

کرنا بھی ممکن نہیں غیر تم لوگ ہمیشہ..... میں کچھ کرنا ہوں۔“

”نا ممکن آتم ایسے نہیں جانتے۔“

”تب تو پھر میرا کایا رہنا چاہئے گا۔“

”پر وہ نہیں!“ میرے ناچار بولی۔

”میں بار بار کہوں کیا آپ کا بیڑی میں ٹھیک آپ میری ناک پر فٹ ہو سکے

گا۔“ جیسے نے عمران سے پوچھا۔

”جی نہیں! اس میں کھپ کے کئے تاکہ غرو کی ہے اور آپ صرف پھر وہ ہیں

وہ بھی اسی وقت نظر آتا ہے۔“ جب آپ صدمہ چل رہے ہوئے ہوں وہ نہیں

یہ معلوم ہوتا ہے جیسے جگہ کے تھے ہمارے بیل دیکھو کیا گیا ہو۔“

”براہ کرم..... براہ کرم! جیسے اندھروں میں بولا۔“ اگر آپ پر لڑکیاں

ہوتی ہیں تو مجھ پر کڑی کو اکیلے نہ کیجئے۔ یہ مجھ پر عاشق نہیں ہو سکتی۔ یہی بات دانی

کہا تھا ہوں۔“

”کیا بچے گاہیں دے رہا ہے؟“ میرے پاس سے پوچھا۔

”نہیں کچھ نہیں اور خانہ خانی مسائل بھی ہیں ہمارے ساتھ۔“ عمران نے کہا۔ ”جس

سے اندروں میں بولا۔“ میرے کو جواب یہ سوسائٹی کے تو ہمارے لئے کچھ نہ کچھ ضرور

کروں گا۔“

”اچھی بات ہے لیکن میں سوچ رہا ہوں کہ آپ نے تو ہمارے بڑی

بے دلی کا رتا کیا ہے۔ کیا یہ حق ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے پاگل ہو گئی ہے۔“

”ڈاکٹر تو ہیں کہ کچھ نہیں لیکن میرے بچے کے مطابق ٹھیک ہوئے ہیں کئی

ماہ گئیں گے خواہ مخواہ ٹانگ اڑا بیٹھی تھی۔ اس معاملے میں۔ بری جگہ اور کوئی

ہونا تو جان سے ملے۔“

”آپ کھانا کتنی تم کی ضرورتی سناؤں ہیں۔“

”وہ جوں جوں کہ..... اگرچہ ہوں تو ایک سنی تباہی ہو کہ یہی سنا سکتی

ہے۔“

”شکر ہے! میں میرا ہی بھلا۔ اب آپ اپنی بی بی کو سنانے کی کوشش

کیجئے۔“

”میرا دم گھٹ رہا ہے۔“ میرے ناچار بولی۔

”اچھا..... اچھا..... اب سنے کی کوشش کیجئے۔ بہت شک

منی ہو۔“

”میں سرباؤں گی۔“ وہ ہنس کر بولی۔ ”اس خیال میں میں نہ رہنا۔ تم

دونوں سرباؤں میں جا گئی ہو ہوں گی۔“ وہ تم پھر جھاک کھڑے ہو گئے۔“

”دیکھا آپ نے۔ ہمیں اردو میں غزایا۔ ساری دنیا کی عورتیں ایک
 جیسی ہوتی ہیں۔ خدا انہیں غاست کرے۔“
 ”اس بار اس نے غزوہ بکے گالی دی ہر گے“ میرا تا قبقرنگ کر دی۔
 پھر راجہ جیسین کی زبان سے گالی ہی نکلی مٹی اور حمران ”ہائیں ہائیں“
 کرتا رہ گیا تھا۔

ختم شد
